تحفۃ الاریب فی الرد علی اہل الصلیب

یعنی

تحفہ عیسائیت

ترجمہ و ترتیب

مولانا مفتی عقیل احمد قاسمی صاحب

استاذ حدیث و تفسیر جامعہ حسینیہ راندیر، سورت (گجرات)

حسب خواہش

حضرت مولانا اسمٰعیل احمد ملا صاحب

مہتمم جامعہ حسینیہ راندیر و رکن شوریٰ دار العلوم دیوبند

شائع کردہ

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ حسینیہ راندیر، سورت گجرات (انڈیا)

تُحفَةُ الاَرِيب فِي الرَّدِّ عَلىٰ اَهْلِ الصَّلِيب

لعبد الله بن عبد الله الترجمان

یعنی

تحفۂ عیسائیت

ترجمہ و ترتیب

مولانا مفتی عقیل احمد قاسمی صاحب

استاذ حدیث وتفسیر جامعہ حسینیہ راندیر، سورت (گجرات)

حسب ہدایت

حضرت مولانا اسمٰعیل احمد ملاّ صاحب

مہتمم جامعہ حسینیہ راندیر و رکن شوریٰ دار العلوم دیوبند

ناشر

شعبۂ نشر و اشاعت جامعہ حسینیہ راندیر، سورت، گجرات (انڈیا)

تقریظ

حضرت مولانا نعمت اللہ اعظمی صاحب محدث دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ربّ العالمین و الصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد المرسلین وعلیٰ آلہ و صحبہ اجمعین۔

امابعد!

عیسائیت حضرت عیسیٰؑ کے لائے ہوئے دین اوران کی شریعت سے یکسر مختلف ہے حتیٰ کہ اناجیل اربعہ جس کو خود کلیسا تسلیم کرتا ہے یہ حضرت عیسیٰؑ کی لائی ہوئی انجیل نہیں ہے بلکہ یہ کتابیں جن چاروں حضرات کی طرف منسوب ہیں ان کی تصنیف وتالیف کردہ کتابیں ہیں۔ مگر سب سے زیادہ معتبر و مستفید یہی چاروں اناجیل ہیں اور عیسائیوں میں باہم بہت سی چیزوں میں اختلاف ہوا اور ہے مگر ان کے مستند اور معتبر ہونے میں کبھی بھی کوئی اختلاف نہیں رہا۔ اس کے باوجود موجودہ عیسائیت کے جو عقائد ہیں اور ان کی عبادتیں اور ان کے طریقے ہیں ان اناجیل کی تعلیمات سے یکسر مختلف اور ان کی ضد ہیں جس کی وجہ سے جو بھی اس کا مطالعہ کرے گا اس کو قسم بقسم کے تناقض تعارض نظر آئے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال رہتی ہے تو ان ہی کتابوں سے دین اسلام اور حضرت محمد رسول اللہؐ کی بابت رہنمائی بھی مل جاتی ہے۔ ان ہی لوگوں میں ایک عبداللہ بن عبداللہ الترجمان نویں صدی ہجری کے ہیں۔ وہ پہلے عیسائی تھے اور عیسائیت کی تعلیم مختلف عیسائیت کے مدارس میں رہ کر حاصل کی اور اس میں کمال حاصل کیا۔ ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی اور حضرت عیسیٰؑ کی پیشین گوئی جس کا تذکرہ یوحنا نے

کیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اخیر وقت میں اپنے حوارین کو صبر اور تسلی دیتے ہوئے کہا کہ میں اپنے رب کے پاس جارہا ہوں اور اپنے رب سے کہہ کر تم لوگوں کے پاس ایک فارقلیط بھیجوں گا۔ اسی فارقلیط کے مسئلہ میں ایک دفعہ بحث اور مذاکرہ و مباحثہ ہو رہا تھا کہ اس سے کیا مراد ہے؟ اور اخیر میں جو وہاں کا سب سے بڑا عالم اور پادری تھا اس نے ان کو بتلایا کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس سے ان کا دل اسلام کی طرف مائل ہوا اور بالآخر اپنے وطن کو چھوڑ کر کے تیونس آئے اور اس زمانہ کے بادشاہ کے ہاتھوں اسلام قبول کیا۔ اور عیسائی مذہب کے غلط اور باطل ہونے پر ایک رسالہ لکھا جس کا نام رکھا "**تحفة الاريب في الرد على اهل الصليب**" جس میں انھوں نے عیسائیت کے عقائد اور ان کی شریعت و عبادت کے طریقے عقل کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ اناجیل اربعہ کے خلاف ہونے کو ظاہر کیا اور ان اناجیل اربعہ کے بطلان کو ان کے باہمی تناقض سے ثابت کیا اور نبی کریمؐ کی نبوت کو توریت، انجیل اور زبور کی آیات کے ذریعہ نمایاں اور ظاہر کیا اور مولانا عقیل احمد قاسمی مدرس جامعہ حسینیہ راندیر (سورت) کے ہاتھوں یہ کتاب آئی تو انھوں نے موجودہ دور میں جس میں عیسائی دنیا عیسائیت کے فروغ کے لئے ہر طرح کے جائز ناجائز طریقے استعمال کر رہی ہے، اس کتاب کا ترجمہ کیا۔ ممکن ہے کہ کچھ سعید روحیں اس سے ہدایت حاصل کریں۔ احقر نے اس کتاب کو جگہ جگہ سے دیکھا، ترجمہ بہتر اور مناسب پایا۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ مترجم کی اس محنت کو قبول فرمائے اور لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے۔ (آمین)

نعمت اللہ غفرلہ
مدرس دارالعلوم دیوبند

عرضِ مترجم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد المرسلین وعلیٰ آلہٖ و صحبہٖ اجمعین. امابعد!

تربیتی کیمپ برائے ردِّ عیسائیت منعقدہ زیرِ اہتمام دارالعلوم دیوبند میں شرکت سے واپسی کے بعد جامعہ حسینیہ راندیر، سورت کے کتب خانہ میں "**تحفة الاریب فی الردّ علی اهل الصلیب**" نامی کتاب پر احقر کی نظر پڑی تو اس کا مکمل مطالعہ کر کے ہی دَم لیا۔ کتاب اپنے موضوع پر ایسی جامع محسوس ہوئی کہ اس کو اپنے کمرے میں لانے کے بعد دوبارہ اس کا گہرائی سے مطالعہ کیا۔ اصل کتاب چونکہ عربی زبان میں تھی اس لئے افادیتِ عامہ کے پیشِ نظر دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ اس کا اُردو میں ترجمہ کر دیا جائے تاکہ اُردو داں طبقہ بھی اس سے مستفید ہو سکے۔ اس کا تذکرہ احقر نے قبلہ حضرت مولانا اسمٰعیل احمد ملاّ صاحب مہتمم جامعہ حسینیہ راندیر و رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند سے کیا تو قبلہ حضرت موصوف نے فرطِ مسرت کے ساتھ اس کی تائید فرمائی اور اپنے ادارہ کی طرف سے اس کی طباعت کا وعدہ فرمایا ساتھ ہی اقرب ترین وقت میں انگریزی زبان میں اس کی طباعت کے لئے اپنی قلبی خواہش کا اظہار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ وہ وقت جلدی لائے۔ (آمین)

یہ کتاب اپنے موضوع میں اس لئے بھی اہم ہے کہ اس کے فاضل مصنف عبداللہ بن عبداللہ الترجمان بذاتِ خود پہلے عیسائی عالم اور پادری تھے، بعد میں انھوں نے اسلام قبول کیا اور ردِّ عیسائیت کے موضوع پر یہ کتاب تالیف فرمائی جس کی تفصیل آپ "عرضِ مصنف" میں پڑھیں گے۔ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ میں مصنف نے اپنے قبولِ اسلام کی کہانی خود اپنی زبانی بیان کی ہے، دوسرے حصہ میں مولانا امیر المومنین ابوفارس عبدالعزیز کی سیرت ذکر کی ہے مگر اس حصہ کو احقر نے شاملِ ترجمہ نہیں کیا۔ چونکہ یہ حصہ مقصود سے غیر متعلق تھا۔ تیسرے حصہ میں مقصودِ کتاب کو بیان کیا گیا ہے اور وہ نو ابواب پر مشتمل ہے۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مقبولِ عام و خاص بنائے اور احقر مترجم اور اس کے معاونین کے لئے ذریعۂ نجات بنائے، آمین۔ **احقر عقیل احمد**

عرضِ مصنف

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

وصلی اللّٰہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم

الحمد للّٰہ وحدہ و الیہ یرجع الامر کلہ والصلوٰۃ والسّلام علیٰ من

لانبی بعدہ. وبعد!

الشیخ عبداللہ بن عبداللہ الترجمان (جعل اللّٰہ مضجعہ و ماواہ فسیح الجنان) کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو صراطِ مستقیم اور اپنے اس مضبوط دین میں داخل ہونے کی ہدایت دے کر مجھ پر احسان فرمایا جس کے ساتھ اس نے اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، اور میں نے اس کے دلائل قاطعہ میں نظر ڈالی تو کیا دیکھا کہ وہ کسی بھی ادنیٰ صاحب تمیز پر مخفی نہیں ہیں، الا یہ کہ وہ شتر مرغ کے انڈے کو نہ دیکھتا ہو، اور میں نے اپنے اسلامی علماء کی تصانیف کو ایسے مضامین پر مشتمل پایا کہ ان پر مزید کچھ باقی نہیں رہا، مگر وہ علماء رحمہم اللہ، اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ کے خلاف اپنے اکثر استدلال میں مقتضیاتِ عقل کی راہ پر چلے، لہٰذا میری شدید خواہش تھی کہ میں ان کی تردید میں ازراہِ نقل و حقیقت انصاف ایک ایسی کتاب لکھوں جو نقل اور قیاس کے درمیان جامع ہو اور جس پر قول اور حواس متفق ہوں۔ اور اس میں ان کے باطل عقائد، اور ان کے قائم کیے ہوئے عقیدۂ تثلیث کو بیان کروں اور اُسی کے ساتھ ان کی اناجیل اور ان کے مؤلفین، ان کے شرائع اور ان کے مصنفین، ان کی عقلوں کے فساد، ان کے منقولات میں ان کے کفر کے بطلان، عیسیٰ مسیح علیہ السلام پر ان کے افتراء اور اللہ تعالیٰ کی طرف ان کے صریح کذب کو ذکر کروں، نیز پادریوں کے قول، ان کے اعتقاد، ان کے مکر اور ان کی عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی انجیل میں افساد کا تذکرہ کروں، پھر ان کی

عبادات کی حقیقت اور صلیبوں کے سامنے ان کے سجدوں کو ذکر کروں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس مختصر سعید کی تالیف کے سلسلہ میں صحیح رائے کا میرے دل میں القاء فرمایا۔

اس کتاب کی شروعات میں نے اپنے شہر اور اپنی جائے پیدائش پھر اس مقام سے اپنے سفر اور دینِ اسلام میں اپنے دخول اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان سے کی ہے۔ پھر اس کے بعد میں نے مولانا امیر المومنین ابو العباس احمد کے اُس احسان کا جس نے مجھ کو ڈھانپ لیا اور بعض ان واقعات کا ذکر کیا جو مجھ کو ان کے عہد میں پھر ان کے صاحبزادے مولانا امیر المومنین ابو فارس عبد العزیز کے عہد میں پیش آئے، نیز ان کی سیرت حمیدہ اور ان کے آثار جمیلہ کا ایک حصہ بھی میں نے ذکر کیا ہے۔ پھر اس کے بعد میں نے مذہب عیسائیت کی تردید اور ملتِ محمدیہ کی فضیلت کا ثبوت پیش کیا ہے جس کا ذکر ماقبل میں ہوا، اور جب یہ مختصر غریب اس ترتیب پر حاصل ہوئی تو میں نے اس کا نام "تحفة الاريب في الرد على اهل الصليب" رکھا۔ اور میں نے اس کے تین حصے کئے تاکہ اس کا مطالعہ ناظر کے لئے آسان ہو اور دل اس سے نہ اکتائے۔

پہلا حصہ: میرے اسلام کی ابتداء، دینِ عیسائیت سے مذہب اسلام کی طرف میرے خروج اور مولانا امیر المومنین ابو العباس احمد کے اس احسان جس نے مجھ کو ڈھانپ لیا اور ان واقعات سے متعلق ہے جو مجھ کو ان کے عہد میں پیش آئے۔

دوسرا حصہ: ان واقعات سے متعلق ہے جو مجھ کو مولانا امیر المومنین ابو فارس عبد العزیز کے عہد میں پیش آئے اور اس کتاب کی تصنیف کے وقت ان کی سیرتِ حمیدہ اور ان کے آثار جمیلہ کا ایک حصہ بھی ہم ذکر کریں گے[۱]

تیسرا حصہ: مقصود کتاب سے متعلق ہے یعنی مذہب عیسائی کی خود ان کے مذہب میں تردید، اور توریت، انجیل اور تمام کتب انبیاء صلوٰت اللہ علیہم اجمعین کی عبارتوں سے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت، اور اس حصہ کے پورا ہونے سے انشاء اللہ اس تصنیف کی غرض اللہ کی قدرت سے پوری ہو جائے گی۔

ولا حول و لا قوة الا بالله العلي العظيم.

---

۱ اس حصہ کو ترجمہ میں شامل نہیں کیا گیا ہے چونکہ یہ مقصود کتاب سے غیر متعلق تھا۔ مترجم

پہلا حصّہ

راہِ حق کا مسافر

میرا خاندانی تعلق شہر ''میورقہ'' سے ہے۔ یہ ساحل سمندر پر دو پہاڑوں کے درمیان واقع ایک بڑا شہر ہے، ایک چھوٹی وادی ان دونوں پہاڑوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتی ہے۔ یہ ایک تجارتی شہر ہے۔ اس کی دو بندرگاہیں ہیں، ان میں بڑے تجارتی جہاز لنگر انداز ہوتے ہیں، یہ شہر ''جزیرہ میورقہ'' کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے اکثر جھاڑ اور جنگل زیتون اور انجیر کے ہیں۔ جزیرہ میورقہ میں ایک سو بیس سے زائد قلعے ہیں جو آباد ہیں۔ میرے والد میورقہ کے شہریوں میں شمار ہوتے تھے۔ میرے سواء ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ جب میں چھ سال کا ہوا میرے والد نے مجھ کو ایک پادری معلم کے حوالہ کر دیا، میں نے ان سے انجیل پڑھی یہاں تک کہ دو سال کی مدت میں میں نے انجیل کا نصف سے زیادہ حصہ حفظ کر لیا، پھر میں چھ سال کے عرصہ تک انجیل کی زبان اور علم منطق سیکھتا رہا، اس کے بعد اپنے شہر سے سرزمینِ قطلان کے شہر ''لاردہ'' کا سفر کیا۔ یہ اس علاقہ میں عیسائیوں کے نزدیک علم کا شہر ہے۔ اس شہر میں عیسائی طلبہ اکٹھا ہوتے ہیں، ان کی تعداد ایک ڈیڑھ ہزار ہوتی ہے۔ ان میں فیصلہ وہی پادری کرتا ہے جس سے یہ طلبہ پڑھتے ہیں۔ میں نے اس شہر میں چھ سال تک علم طب اور علم نجوم پڑھا، پھر انجیل اور اس کی زبان پڑھنے لگا اور اس میں چار سال کا عرصہ لگا رہا۔ پھر ''ابزدیہ'' کے شہر ''نبونیہ'' کا سفر کیا یہ ایک بڑا شہر ہے۔ اور اس علاقہ کے باشندگان کے نزدیک یہ ایک علمی شہر ہے۔ اس میں ہر سال اطراف و جوانب سے دو ہزار سے زائد لوگ اکٹھا ہوتے ہیں۔ وہ علم حاصل کرتے ہیں اور صرف وہی چادر پہنتے ہیں جو اللہ کے رنگ میں رنگی ہوئی ہے۔ خواہ وہ طالبعلم کوئی بادشاہ یا بادشاہ کا بیٹا ہو، وہ اس چادر کے سواء کوئی دوسرا کپڑا نہیں پہنتے ہیں۔ تاکہ طلبہ دوسروں سے ممتاز رہیں، اور ان میں صرف وہی پادری فیصلہ کرتا ہے جس سے وہ پڑھتے ہیں۔ لہٰذا میں وہاں ایک ایسے پادری کے ایک گرجا میں

ٹھہرا جو بڑی عمر اور عیسائیوں کے نزدیک بڑی قدر و منزلت والا تھا، اس کا نام ''نقلاو مرتیل'' ہے۔ عیسائیوں کے درمیان علم، دینداری اور زہد میں اس کا مرتبہ بہت بلند تھا اور وہ ان چیزوں میں اپنے زمانہ کے تمام عیسائیوں سے منفرد تھا، اس لیے ان کے مذہب سے متعلق مخصوص سوالات اطراف و جوانب سے بادشاہوں کی طرف سے اس کے پاس آتے تھے۔ سوالات کے ساتھ بڑے ہدایا بھی ہوتے تھے، جو اصل مقصود ہوتے، اور لوگ اس سے برکت لینے میں رغبت کرتے تھے۔ اسی پادری کے پاس میں نے مذہب عیسائیت کے اصول و احکام کا علم پڑھا، اور میں اپنی خدمت اور اس کے بہت سے کاموں کی انجام دہی کے ذریعہ اس کے قریب ہوتا رہا یہاں تک کہ اس نے مجھ کو اپنا اخص الخواص بنالیا، اور میں نے اپنی خدمت اور اس کا قرب حاصل کرنے میں انتہا کردی یہاں تک کہ اس نے اپنے گھر اور غلہ کے گودام کی کنجیاں میرے ہاتھ میں دے دی۔ اور اس چھوٹے کمرے کی چابی کے سواء کسی کا استثناء نہیں کیا، جو اس کے گھر کے اندر تھا جس میں وہ تنہا ہوتا تھا، ظاہر ہے کہ وہ اس کے ان اموال کی تجوری کا کمرہ تھا جو اس کے پاس بطور ہدیہ آتے تھے۔ واللہ اعلم بحقیقة.

میں اس سے پڑھنے اور اس کی خدمت کرنے میں دس سال تک اس سے چمٹا رہا۔ اسی زمانہ میں ایک دن اس کو مرض لاحق ہوا تو وہ درس سے پیچھے رہ گیا، اور اہل مجلس نے اس کا انتظار کیا، درانحالیکہ سب مختلف علمی مسائل کا مذاکرہ کررہے تھے یہاں تک کہ سلسلۂ کلام نے سب کو عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اس قول تک پہنچادیا کہ ''اس کے بعد ایک نبی آئیں گے جن کا نام فارقلیط ہے۔'' چنانچہ اس سلسلہ میں اہل مجلس کے درمیان گفتگو بڑھ گئی اور ان کا جھگڑا زیادہ ہوگیا، پھر اس مسئلہ سے متعلق کسی فائدہ کی تحصیل کے بغیر سب اپنے اپنے گھر لوٹ گئے۔ میں مذکورہ مدرس کے پاس آیا اس نے مجھ سے پوچھا: میرے غائبانہ آج تمہارے بیچ کون سی بحث تھی؟ میں نے اس کو لفظ ''فارقلیط'' کے بارے میں لوگوں کے اختلاف کی خبر دی اور بتایا کہ فلاں نے یہ جواب دیا، فلاں نے یہ جواب دیا، اور میں نے اس کے سامنے لوگوں کے جوابات اچھی طرح بیان کیے۔ اس نے مجھ سے پوچھا: تم نے کیا جواب دیا؟ میں نے کہا فلاں قاضی کا جواب جو اُن کی انجیل کی تفسیر میں موجود ہے۔ اس نے مجھ سے کہا: تم نے کوتاہی نہیں کی

اور قریب قریب ٹھیک جواب دیا۔ فلاں نے غلط جواب دیا۔ فلاں نے تقریباً ٹھیک کہا، لیکن حق ان تمام کے برخلاف ہے۔ اس لیے کہ اس اسم شریف کی تفسیر ان علماء کے سواء کوئی نہیں جانتا ہے جو راسخ فی العلم ہیں، اور تم کو تھوڑے علم کے سواء کچھ حاصل نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا میں اس کے دونوں پیروں کی طرف جلدی بڑھا اور ان کو چومنے لگا اور اس سے کہا میرے آقا! آپ کو معلوم ہے کہ میں دور شہر سے سفر کرکے آپ کے پاس آیا ہوں، آپ کی خدمت میں میرے دس سال ہو گئے، اس عرصہ میں میں نے آپ سے اتنے علوم حاصل کیے جن کو میں شمار نہیں کر سکتا ہوں، آپ کے خوبصورت احسان سے امید ہے کہ آپ اس اسم شریف کی معرفت کی مجھ پر تکمیل فرمائیں گے۔ اس پر شیخ رو دیئے اور مجھ سے کہا: میرے بیٹے! میرے تئیں تمہاری خدمت اور مجھ سے تمہارے خاص تعلق کی وجہ سے تُو مجھ کو بہت عزیز ہے۔ اور اس اسم شریف کی معرفت میں بڑا فائدہ ہے۔ لیکن مجھ کو تیرے بارے میں یہ ڈر ہے کہ اگر تو نے اس کا اظہار کر دیا تو عام عیسائی تجھ کو اسی وقت قتل کر دیں گے۔ میں نے کہا: میرے آقا! اللہ بزرگ برتر، انجیل کے حق اور اس کے لانے والے کی قسم! میں آپ کی ان باتوں میں سے کسی بات کو زبان پر نہیں لاؤں گا جو آپ میرے پاس چپکے سے بیان کریں گے، اس نے کہا: میرے بیٹے! میں نے اپنے پاس تمہاری ابتدائے آمد میں تم سے تمہارے شہر کے بارے میں پوچھا تھا، کیا وہ مسلمانوں سے قریب ہے؟ نیز کیا وہ تم سے جنگ کرتے ہیں؟ یا تم ان سے جنگ کرتے ہو؟ تاکہ اس سے میں اسلام کے تئیں تمہاری نفرت معلوم کروں، میرے بیٹے! یہ جان لو کہ "فارقلیط" مسلمانوں کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ انہی پر وہ چوتھی کتاب نازل ہوئی جس کا ذکر دانیال علیہ السلام کی زبان سے ہوا ہے اور دانیال علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ یہ کتاب ان پر نازل ہوگی اور ان کا دین دین حق ہے۔ اور ان کی ملت وہی ملت بیضا ہے جو انجیل میں مذکور ہے۔ میں نے ان سے کہا: میرے آقا! آپ دین نصاریٰ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: میرے بیٹے! اگر نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر مداومت کرتے تو وہ اللہ کے دین پر ہوتے اس لیے کہ عیسیٰ اور تمام انبیاء علیہم السلام کا دین اللہ تعالیٰ کا دین ہے۔ میں نے کہا: اس معاملہ سے نجات کس طرح ملے گی؟ کہا: دین اسلام میں دخول ہے۔ میں نے

پوچھا: کیا دین اسلام میں داخل ہونے والا نجات پائے گا؟ کہا: ہاں، دنیا اور آخرت میں نجات پائے گا۔ میں نے کہا: میرے آقا! عاقل اپنے لیے اپنی معلومات میں سے افضل کو ہی منتخب کرتا ہے۔ جب آپ دین اسلام کی افضلیت کو جانتے ہیں تو دین اسلام سے آپ کے لیے کیا مانع ہے؟ کہا: میرے بیٹے! دین اسلام کی فضیلت اور نبی اسلام کی شرافت کی حقیقت جس کی خبر میں نے تم کو دی، اس پر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو میری کبرسنی اور پیرانہ سالی کے بعد ہی مطلع کیا، اس عمر میں بھی ہمارے لیے کوئی عذر نہیں ہے۔ بلکہ اللہ کی حجت ہم پر قائم ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو اس کی ہدایت اس وقت دیتا جب میں تیری عمر کا تھا تو میں ہر چیز کو چھوڑ کر دینِ حق میں داخل ہو جاتا، دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔ تو اس بلندیٔ مرتبہ، عزت، ترقی اور دنیوی مال و اسباب کی کثرت کو دیکھتا ہے جن میں میں عیسائیوں کے نزدیک ہوں، اگر دینِ اسلام کی طرف میرا ذرا سا بھی میلان ظاہر ہوتا تو عام عیسائی مجھ کو اقرب وقت میں قتل کر دیتے، اور فرض کرو اگر میں عیسائیوں سے نجات حاصل کرلوں اور مسلمانوں کے پاس پہنچ کر یہ کہوں کہ میں تمھارے پاس مسلمان ہو کر آیا ہوں، تو مسلمان مجھ سے کہیں گے کہ دینِ حق میں داخل ہو کر تو نے اپنا فائدہ کیا لہٰذا اس دین میں اپنے دخول کا ہم پر احسان مت جتلا جس کے ذریعہ تو نے اپنے آپ کو عذاب خداوندی سے بچالیا، لہٰذا میں ان کے درمیان ایک نوّے سال کا بوڑھا فقیر بن کر رہ جاؤں گا، میں نہ ان کی زبان سمجھوں گا اور نہ وہ میرا حق پہچانیں گے۔ اور میں ان کے درمیان بھوک سے مر جاؤں گا، میں الحمد للہ عیسیٰ علیہ السلام کے دین اور ان کی لائی ہوئی شریعت پر ہوں، میری ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ میں نے کہا: میرے آقا! کیا آپ میری رہنمائی کریں گے؟ میں مسلمانوں کا ملک جاؤں گا اور ان کے دین میں داخل ہو جاؤں گا۔ اس نے کہا: اگر تو عقلمند اور نجات کا طالب ہے تو اس کی طرف جلدی کر تجھ کو دنیا اور آخرت حاصل ہو جائے گی، لیکن میرے بیٹے! ان باتوں میں اس وقت ہمارے ساتھ کوئی موجود نہیں ہے۔ لہٰذا اپنی مکمل کوشش سے اس کو مخفی رکھو، اگر ان میں سے کوئی بات تجھ پر ظاہر ہو گئی اسی وقت عام عیسائی تجھ کو قتل کر دیں گے۔ اور میں تجھ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا، اور میرے بارے میں ان باتوں کو تیرا نقل کرنا تجھ کو فائدہ نہیں دے گا، اس لیے کہ میں ان باتوں کا انکار کر دوں گا اور تیرے خلاف میرے قول کی تصدیق

کی جائے گی، میرے خلاف تیرے قول کی تصدیق نہیں کی جائے گی، اگر تو نے ان میں سے کوئی بات بولی تو میں تیرے خون سے بری ہوں، میں نے کہا: میرے آقا! ان باتوں کی طرف وہم جانے سے میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اور میں نے اس سے اس چیز کا معاہدہ کیا جس نے اس کو راضی کر دیا۔

پھر میں نے سامانِ سفر لیے اس کو الوداع کہا۔ اس نے مجھ کو خیر کی دعاء دی اور پچاس دینار سونا عطا کیا، میں دریائی سفر کر کے اپنا ملک "مملکت میورقہ" پہنچا، وہاں چھ مہینے مقیم رہا پھر وہاں سے جزیرہ صقلیہ کا سفر کیا، وہاں پندرہ مہینے قیام پذیر رہا، اور مسلمانوں کی سرزمین کی طرف جانے والے جہاز کا انتظار کرنے لگا، چنانچہ مملکت تونس کی طرف جانے والی ایک سواری آئی، میں نے اس پر صقلیہ سے سفر کیا، ہم سے غروب شفق کے قریب روانہ ہوئے، اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے زوال کے قریب تونس کی بندرگاہ پر اترے، جب میں تونس کے کمپارٹمنٹ میں اترا اور وہاں مقیم عیسائی لشکر نے میرے بارے میں سنا تو وہ سواری کا ایک جانور لائے اور مجھ کو اپنے ساتھ اٹھا کر اپنے گھر لے گئے، ان کے ساتھ تونس میں رہنے والے بعض تاجر بھی تھے۔ میں ان کے پاس ان کی ضیافت پر چار مہینے آسودگی کے ساتھ مقیم رہا، اس کے بعد میں نے ان سے پوچھا: کیا دارالسلطنت میں کوئی ایسا شخص ہے جو عیسائیوں کی زبان جانتا ہو؟ اور اس وقت بادشاہ مولانا ابوالعباس احمد (متوفی ۷۹۶ء) تھے۔ ان لوگوں نے مجھ سے تذکرہ کیا کہ ایک فاضل شخص بادشاہ کے گھر میں ہیں وہ ان کے بڑے خدام میں سے ہیں، ان کا نام یوسف الطبیب ہے۔ وہ بادشاہ کے طبیب اور خواص میں سے تھے، میں اس سے بہت خوش ہوا اور ان کے گھر کے بارے میں دریافت کیا، میری ان کی طرف رہنمائی کی گئی۔ میں ان سے ملا اور ان کے سامنے اپنے حالات کی تفصیل اور دین اسلام میں داخل ہونے کے لیے اپنے آمد کا سبب ذکر کیا۔ اس سے ان کو اس بات پر بڑی خوشی ہوئی کہ یہ نیکی ان کے ہاتھوں انجام پائے گی، پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے ساتھ مجھ کو بادشاہ کے گھر لے گئے، بادشاہ کے پاس پہنچ کر ان کو میری بات بتائی اور میرے لیے ان سے اجازت طلب کی، مجھ کو اجازت ملی اور میں ان کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ بادشاہ نے مجھ سے سب سے پہلے میری عمر کے بارے میں سوال کیا، میں نے کہا پینتیس

برس، پھر اسی طرح مجھ سے ان علوم کے بارے میں سوال کیا جو میں نے پڑھے ہیں، میں نے ان کو بتایا، پھر مجھ سے کہا: تمھارا آنا مبارک ہو، اللہ تعالیٰ کی برکت سے اسلام قبول کرو، میں نے ترجمان سے کہا: اور ترجمان طبیب موصوف ہی تھے، آپ بادشاہ سلامت سے کہیے کہ کوئی بھی کسی دین سے نکلتا ہے تو اس کے بارے میں بکثرت چہ میگوئیاں اور طعن وتشنیع ہوتی ہیں، اس لیے میں آپ کا یہ احسان چاہتا ہوں کہ آپ ان عیسائی تجار اور لشکر کی طرف جو آپ کی خدمت میں ہیں اطلاع بھیجیں اور ان سے میرے بارے میں دریافت کریں اور سنیں وہ میرے متعلق کیا کہتے ہیں؟ بادشاہ نے بواسطہ ترجمان مجھ سے کہا کہ تم نے وہی مطالبہ کیا جو حضرت عبداللہ بن سلام نے اپنے قبولِ اسلام کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا، پھر بادشاہ نے عیسائیوں کے لشکر اور ان کے بعض تجار کے پاس اطلاع بھیجی اور مجھ کو اپنی مجلس کے قریب ایک کمرہ میں داخل کردیا، جب عیسائی ان کے پاس آئے تو انھوں نے ان سے پوچھا تم لوگ اس نئے پادری کے بارے میں جو اس جہاز میں آئے ہیں کیا کہتے ہو؟ سب نے کہا: ہمارے آقا! وہ ہمارے مذہب کے ایک بڑے عالم ہیں، اور ہمارے مذہب میں دینداری اور علم میں ان سے بلند مرتبہ ہمارے بڑوں نے کسی کو نہیں دیکھا، بادشاہ نے ان سے کہا: وہ جب اسلام لائیں گے تم ان کے بارے میں کیا کہو گے؟ سب نے کہا: ہم لوگ اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، وہ یہ کام کبھی نہیں کریں گے۔ جب بادشاہ نے عیسائیوں کے خیالات سن لیے تو میرے پاس اطلاع بھیجی، میں ان کے سامنے حاضر ہوا اور عیسائیوں کی موجودگی میں کلمہ شہادت پڑھا، اس پر ان لوگوں نے اپنے چہروں پر صلیب کا نشان بنایا، اور کہا: شادی کی چاہت نے اس کو قبول اسلام پر مجبور کیا، اس لیے کہ پادری ہمارے یہاں شادی نہیں کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ رنجیدہ اور غمزدہ وہاں سے نکلے، اس کے بعد بادشاہ رحمۃ اللہ نے یومیہ چوتھائی اشرفی میرے لیے وظیفہ مقرر کیا اور مجھ کو مخصوص گھر میں ٹھہرایا، اور الحاج محمد انصار کی بیٹی سے میرا نکاح کردیا، جب میں نے اس کی رخصتی کا ارادہ کیا تو مجھ کو سو اشرفی سونے اور نئے کپڑے دیئے اور میں نے اس کی رخصتی لی، اس سے میرا ایک لڑکا پیدا ہوا، میں نے اس کا نام اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے بطور تبرک "محمد" رکھا۔

تیسرا حصہ

نصاریٰ کی تردید

ہم چاہتے ہیں کہ اس حصہ میں نصاریٰ کی تردید خود ان کی اناجیل کی عبارتوں اور ان کے مصنفین کے اقوال سے کریں، اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو انبیاء سابقین کی لائی ہوئی آسمانی کتابوں کی عبارتوں اور ان بشارتوں سے ثابت کریں۔

یہ حصہ نو ابواب پر مشتمل ہے:

<u>پہلا باب</u>: ان چار اشخاص کا ذکر جنھوں نے اناجیل اربعہ لکھیں اور انکے کذب کا بیان۔

<u>دوسرا باب</u>: نصاریٰ کا اپنے مذہب میں افتراق اور ان کے فرقوں کی تعداد۔

<u>تیسرا باب</u>: دین نصاریٰ کے قواعد کا فساد اور ہر قاعدہ میں ان کی اناجیل کی عبارتوں سے ان کی تردید۔

<u>چوتھا باب</u>: ان کی شریعت کا عقیدہ جس کو ان کے چھوٹے اور بڑے سب سیکھتے ہیں اور وہی ان کے دین کی بنیاد ہے اور انکی اناجیل کی عبارتوں سے ان کی تردید۔

<u>پانچواں باب</u>: عیسیٰ علیہ السلام معبود نہیں ہیں، جیسا کہ نصاریٰ جھوٹ بولتے ہیں بلکہ وہ انجیل کی عبارت کے مطابق انسان اور نبی مرسل ہیں۔

<u>چھٹا باب</u>: اناجیل اربعہ کے چاروں مصنفین کا باہمی اختلاف اور ان کا کذب۔

<u>ساتواں باب</u>: وہ کذب جس کی نسبت نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کی، حالانکہ خود وہی لوگ کاذب ہیں۔

<u>آٹھواں باب</u>: وہ امور جن کو نصاریٰ مسلمانوں کے لیے معیوب سمجھتے ہیں۔

<u>نواں باب</u>: زبور، توریت، انجیل، اور تمام انبیاء علیہم السلام کی بشارت سے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت، اور آپ کی بعثت کی صحت، اور آپ کی ملت کا بقاء جن کی خبر تمام انبیاء کرام نے دی ہے۔

پہلا باب

اناجیلِ اربعہ کے چاروں مصنّفین اور ان کا کذب[1]

جن چار آدمیوں نے چاروں انجیلیں لکھیں یعنی متا، لوقا، مارکوس اور یوحنا انھوں نے ہی عیسیٰ علیہ السلام کے دین کو خراب کیا، اس میں کمی بیشی کی اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں

---

[1] شیخ عبداللہ بک تالیفات اناجیل کی تاریخ کے بیان میں فرماتے ہیں کہ (۱) پہلا شخص متا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی تاریخ مسیح علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے پانچ سال بعد لکھی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آٹھ سال بعد اور تیسرا قول یہ ہے کہ بارہ سال بعد۔ (۲) دوسرا شخص مرقس ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی تاریخ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر چڑھنے کے تقریباً ستائیس سال بعد لکھی۔ (۳) تیسرا شخص لوقا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی تاریخ آسمان پر تشریف لیجانے کے تقریباً تیس سال بعد لکھی۔ (۴) چوتھا شخص یوحنا ہے۔ اور اس کو مسیح علیہ السلام کا دوست بھی کہا جاتا ہے۔ اسی نے اپنی تاریخ مسیح علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے تقریباً پینتالیس سال بعد لکھی، لیکن اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ پینسٹھ (۶۵) سال بعد لکھی، اور یہی روایت ان کے یہاں مقبول ہے کنیسوں کی تواریخ میں ایسا ہی ہے۔ (کذا فی تواریخ الکنائس)

شیخ عبداللہ بک فرماتے ہیں کہ اگر نصاریٰ یہ اعتراض کریں کہ یہ چاروں شخص اس حیثیت سے کہ یہ مسیح علیہ السلام کے قاصد اور ان کے دین کے معتمد ہیں مسیح علیہ السلام نے اس کتاب کی تالیف ان کے سپرد کی اور ان کو واضح حکم فرمایا۔

تو ہم جواب دیں گے کہ یہ بات بہ چند وجوہ مردود ہے۔ (۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے دو شخص یعنی مرقس اور لوقا نے مسیح علیہ السلام کو بالکل نہیں دیکھا، جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں تو پھر وہ دونوں اس تالیف پر مامور کہاں سے ہو گئے؟ (۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ ان چاروں نے نہ تو اس کا دعویٰ کیا اور نہ یہ کہا کہ مسیح علیہ السلام نے ان کو کتاب کی تالیف کا حکم دیا، بلکہ ان میں سے ہر ایک نے اپنے بعض اصحاب واحباب کے التماس پر اپنی کتاب تالیف کی جیسا کہ یہ شروح اناجیل اور تواریخ کنائس میں لکھا ہوا ہے۔ نیز لوقا نے اپنی کتاب کے شروع میں اس کی صراحت بھی کی ہے۔ (۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ ان چاروں نے اپنی کتابوں کا نام "انجیل" نہیں رکھا، بلکہ ان کا نام "تواریخ" رکھا، جیسا کہ یہ ان کی کتابوں کے شروع میں ان کے اقوال سے ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ متا نے عیسیٰ مسیح بن داؤد بن ابراہیم کی ولادت کی کتاب میں کہا کہ: پھر نصاریٰ نے ان کتابوں کا نام جھوٹ بول کر "اناجیل" رکھ دیا۔ (۴) چوتھی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ چاروں مسیح علیہ السلام کی طرف سے مامور ہوتے تو وہ چاروں کسی ایک کتاب کی تالیف پر متفق ہوتے اور بالاتفاق اس کا نام "انجیل" رکھتے، متعدد انجیلیں تالیف نہیں کرتے، قصص واخبار میں اس طرح اختلاف نہیں کرتے۔ اور کتاب کے شروع یا اخیر میں کبھی وہ اپنی ماموریت کی تصریح کرتے جیسا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

تبدیلی وتحریف کی۔

ان میں سب سے پہلا شخص متا ہے، اس نے نہ تو عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پایا اور نہ ہی ان کو کبھی دیکھا سوائے اس سال کے جس سال اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھایا، عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے کے بعد متا موصوف نے اپنے خط سے شہر اسکندریہ میں انجیل لکھی، اور اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت، ان کی ولادت

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) کہ لوقا نے ''سبب تالیف'' کی تصریح کی۔ یہ چند وجوہ ہیں جو اس بات کا اظہار کرتی ہیں کہ وہ چاروں مسیح علیہ السلام کی طرف سے تالیف کتاب پر مامور نہیں ہوئے تھے۔

شیخ عبداللہ بک فرماتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی خبر بالکل حجت نہیں ہوگی اس لیے کہ یہ خبریں متواتر نہیں ہیں، بلکہ یہ سب اخبار آحاد ہیں۔ جن کا باہمی تناقض اور تخالف ہے۔ لہٰذا وہ علم قطعی کا فائدہ نہیں دیں گی۔ اس لیے کہ تواتر کی ایک شرط یہ ہے کہ ناقلین کی تعداد محدود نہ ہو دوسری شرط یہ ہے کہ جم غفیر، ایسے جم غفیر سے نقل کرے جس نے مشہود بہ کا مشاہدہ کیا ہو، تیسری شرط یہ ہے کہ ان کے اقوال میں کوئی تناقض اور اختلاف نہ پایا جائے۔ اور چوتھی شرط یہ ہے کہ عقل ان کے جھوٹ پر اتفاق کو ممکن قرار نہ دے۔ اور یہاں یہ چاروں شرطیں مفقود ہیں، اس لیے کہ ان کی تعداد محدود ہے اور وہ کل چار شخص ہیں جن کے احوال مجہول ہیں۔ جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں، چونکہ اگر ان کے احوال مجہول نہیں ہوتے تو عیسائی ان کی طرف ان کتابوں کی نسبت میں اختلاف نہیں کرتے اور وہ جانتے کہ انھوں نے کس لغت اور کس زبان میں یہ کتابیں تالیف کی ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جن لوگوں کے حق میں نصاریٰ نے کہا ہے کہ انھوں نے مسیح علیہ السلام کو دیکھا ہے وہ کل دو شخص ہیں، متا اور یوحنا اور یہ بھی ان دونوں کے بارے میں نصاریٰ کے قول کی صحت کو تسلیم کر لینے پر ہے۔ اور مرقس اور لوقا نے تو ان کو بالکل نہیں دیکھا ہے۔ بلکہ ان دونوں نے ساول یہودی کی صحبت اختیار کی جس کو وہ لوگ ''پادلوس قاصد'' کہتے ہیں، اور اس نے بھی مسیح علیہ السلام کی نہ تو صحبت اختیار کی ہے اور نہ کبھی ان کا زمانہ پایا ہے۔ بلکہ اس نے صرف یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس نے مسیح علیہ السلام کو آسمان اور زمین کے درمیان تجلی فرماتے ہوئے اور اس سے خطاب کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس کے بھی اقوال مردود ہیں اس لیے کہ اس کا کذب ظاہر ہے اور وہ مسیح علیہ السلام کا ظاہری دشمن ہے۔ اور اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ ان دونوں کا تمام حوارین سے لقاء ہے لیکن ان دونوں نے اس کو بیان نہیں کیا اور ان راویوں کے ناموں کو متعین نہیں کیا جن سے ان دونوں نے یہ خبریں نقل کی ہیں، تو یہ بڑی تدلیس ہے جو ان دونوں کی ذات میں اور ان دونوں کی روایات میں موجب قدح وطعن ہے۔ لہٰذا ایسے دو شخصوں سے کس طرح تواتر ثابت ہوگا جن کے اقوال مختلف ہیں۔ اور وہ دونوں صرف متا اور یوحنا ہیں۔

اور تیسری شرط بالکلیہ مفقود ہے اس لیے کہ ان کا اختلاف وتناقض اور اپنے اقوال وروایات میں ان کا جھوٹ خود ان کی کتابوں ہی سے اس طرح ظاہر اور واضح ہے جیسے وسط نہار میں سورج۔ تعیین وتشریح کی کوئی حاجت نہیں۔

اور رہی چوتھی شرط اور وہ ہے ان کے جھوٹ پر اتفاق کا عدم امکان، تو عقل ان واضح علامات کے ادراک کے بعد اس اتفاق کو کیسے ممکن قرار نہیں دے گی؟

کے وقت ظاہر ہونے والے عجائبات اور ان کی والدہ کے ''رودس'' بادشاہ سے خوفزدہ ہوکر سرزمین مصر کی طرف خروج کی خبردی، جس نے ان کے بیٹے کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔

اور اس کا سبب متانے اپنی انجیل کے اندر یہ ذکر کیا ہے کہ مشرق کے دراندازوں میں سے تین مجوسی شخص بیت المقدس آئے، اور کہنے لگے کہ یہ بادشاہ کہاں ہیں جوان دنوں پیدا ہوئے ہیں؟ اس لیے کہ ہم نے ان کا ستارہ اپنے ملک میں طلوع ہوا دیکھا اور یہ ان کی ولادت کی علامت ہے ہم ان کے لیے ہدیہ لے کر آئے ہیں۔ جب رودس بادشاہ نے یہ بات سنی تو وہ بدل گئے اور علماء یہود کو جمع کر کے ان سے اس نومولود کے بارے میں پوچھا، تو ان سبھوں نے اس سے کہا کہ انبیاء بنی اسرائیل نے اپنی کتابوں میں ہمیں یہ خبر دی ہے کہ مسیح علیہ السلام کی ولادت بیت المقدس کے بیت اللحم میں ان دنوں ہوگی، چنانچہ اس نے ان کو حکم دیا وہ بیت اللحم جائیں اور اس نومولود کے بارے میں تحقیق وجستجو کریں، جب وہ اس کو پالیں تو اس کی اطلاع اسے کریں، نیز اس نے ان سے یہ بھی کہا کہ اس کا مقصد اس نومولود سے ملاقات اور اس کی عبادت ہے۔حالانکہ بات وہ نہیں تھی جو اس نے ذکر کی بلکہ یہ اس کی طرف سے مکر اور دھوکہ تھا، وہ اس کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا، ادھر تینوں مجوسی بیت اللحم پہنچے اور مریم کو اور اُن کے گود میں اُن کے بیٹے عیسیٰ کو پایا، وہ ایک چھوٹے گھر میں سکونت پذیر تھیں، چنانچہ انھوں نے اُن کو ہدیہ دیا، اُن کے بیٹے کو سجدہ کیا اور ان کی پرستش کی، پھر انھوں نے رات میں ایک فرشتہ کو دیکھا، فرشتہ نے ان کو حکم دیا کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو چھپائیں، اور وہ جس راستہ سے آئے ہیں وہ راستہ بدل کر دوسرے راستہ سے واپس جائیں۔ پھر وہ فرشتہ مریم کے پاس آیا اور ان کو رودس بادشاہ کے مکر کی اطلاع دی اور ان کو حکم دیا کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو لے کر سرزمین مصر کی طرف بھاگ جائیں۔ چنانچہ انھوں نے وہی کیا جس کا اس نے ان کو حکم دیا۔ یہ متی کا کلام ہے۔

حالانکہ یہ کلام باطل، کذب اور جھوٹ ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ بیت المقدس کے درمیان اور بیت اللحم کے درمیان پانچ میل کا فاصلہ ہے۔ لہٰذا اگر رودس بادشاہ اس نومولود سے خوفزدہ تھا اور ان کا متلاشی تھا تو وہ ان تینوں مجوسیوں کے ساتھ یا تو بذات خود جاتا یا ان کے ساتھ اپنے معتمدین میں

سے کسی ایسے شخص کو بھیجتا جو اس کا خیر خواہ ہوتا۔ یہ، اس حکایت میں متا کے کذب کی دلیل ہے۔ اس لیے کہ لوقا، مارکوس اور یوحنا نے اپنی انجیلوں میں ان میں سے کسی بات کو ذکر نہیں کیا، اور متا بذاتِ خود نومولود بچہ کے پاس حاضر نہیں ہوا تھا بلکہ اس نے کسی کذاب سے نقل کی لہٰذا جیسی اس نے نقل کی ایسی ہی اس نے نقل کی۔

۲۔ دوسرا شخص لوقا ہے۔ لوقا نے نہ تو عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پایا اور نہ ہی کبھی ان کو دیکھا بلکہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے بعد اسرائیلی پاؤلس کے ہاتھ پر نصرانی ہوا تھا، اور پاؤلس نے بھی نہ تو عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پایا اور نہ ہی کبھی ان کو دیکھا، اور وہ نصاریٰ کے بڑے دشمنوں میں سے تھا، یہاں تک کہ اس نے شاہِ روم کی طرف سے یہ آرڈر حاصل کیا کہ جہاں بھی کسی نصرانی کو پائے اس کو گرفتار کر کے بیت المقدس لائے اور اس کو وہاں قید کر دے۔

لوقا موصوف نے اپنی کتاب مسمّٰی ''قصص الحوارین'' میں یہ حکایت بھی نقل کی ہے کہ یہ پاؤلس چند شہسواروں کے ساتھ چل رہا تھا کہ اچانک اس کو سورج کی کرن کی طرف ایک روشنی نظر آنے لگی اس نے اس روشنی سے ایک آواز سنی، کوئی کہنے والا اس سے کہہ رہا تھا:

اے پاؤلس! تو مجھ کو کیوں تکلیف دیتا ہے؟ لِاَیِّ شَیی یاَ پاؤلس تضرنی؟

(یہ حکایت بھی جھوٹ ہے یا یہ شیطان کا ایک دھوکہ ہے) پاؤلس نے کہا: کس طرح میں نے آپ کو تکلیف دی جبکہ میں نے آپ کو دیکھا بھی نہیں ہے۔ غیبی آواز دینے والے نے کہا: اگر تو نے میری امت کو تکلیف دی تو گویا مجھ کو تکلیف دی، لہٰذا ان کو تکلیف دینے سے اپنا ہاتھ اٹھالو، اس لیے کہ وہ حق پر ہیں، اور تم ان کی اتباع کرو کامیاب ہو جاؤ گے۔ پاؤلس نے کہا: میرے سردار! آپ مجھ کو کیا حکم دیتے ہیں؟ غیبی آواز دینے والے نے کہا: شہر دمشق جاؤ اور فلاں آدمی کے بارے میں پوچھو، چنانچہ پاؤلس وہاں گیا، اس کو پایا اور اس کو عیسیٰ علیہ السلام کا وہ کلام بتایا جو اس نے سنا اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کو اپنے ساتھ دینِ نصاریٰ میں داخل کرے، چنانچہ انھوں نے اس کی درخواست قبول کی، اور اس کا عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان ظاہر ہو جانے کے بعد انھوں نے اس کی تعظیم کی۔

پس یہ پاؤلس انانیت کے ہاتھ پر نصرانی ہوا، اور لوقا، پاؤلس کے ہاتھ پر نصرانی

ہوا، اور اس نے اسی سے کتاب انجیل لی، حالانکہ دونوں نے نہ تو عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پایا اور نہ کبھی ان کو دیکھا، پس یہی تلبیس ہے۔ اور اس میں ان کے کذب، جھوٹ اور بطلان کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے دُور کرے، ابعد هم الله تعالیٰ.

۳۔ تیسرا شخص مارکوس ہے۔ مارکوس نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کبھی نہیں دیکھا، بلکہ دین نصرانیت میں اس کا دخول عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف اُٹھائے جانے کے بعد ہوا، وہ پترو احواری کے ہاتھ پر نصرانی ہوا، اور اس سے شہر رومہ میں انجیل حاصل کی۔ مارکوس نے بھی اپنے ان تین ساتھیوں کی کئی مسائل میں مخالفت کی جنھوں نے انجیلیں لکھیں، جیسا کہ ہم اس کو انشاء اللہ چھٹے باب میں بیان کریں گے۔

۴۔ چوتھا شخص یوحنا ہے۔ یوحنا عیسیٰ علیہ السلام کی خالہ کا بیٹا ہے۔ نصاریٰ کا یہ گمان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام یوحنا کے ولیمہ میں حاضر ہوئے اور انھوں نے اُسی زمانے میں پانی کو شراب میں تبدیل کیا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہلا معجزہ ہے جو ظاہر ہوا۔ یوحنا نے جب یہ دیکھا تو اپنی بیوی کو چھوڑ دیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے دین اور ان کی سیاحت میں ان کی پیروی کی۔

نصاریٰ ذکر کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کو اپنے خالہ زاد بھائی یوحنا موصوف کے پاس بھیجا (اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یہود عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے گمان کے مطابق اپنی موت کا یقین ہو گیا) اور اس سے کہا: یوحنا! میری والدہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اس لیے کہ وہ تیری ماں ہے۔ اور اپنی ماں سے کہا: ماں! یوحنا کے بارے میں اللہ سے ڈرو اس لیے کہ وہ آپ کا بیٹا ہے۔ اور ان کو اس کے ساتھ خیر خواہی کی وصیت کی۔

یوحنا اناجیل اربعہ کے مصنفین میں سے چوتھا اور آخری شخص ہے جیسا کہ ہم نے عرض کیا، لیکن اس نے اس بات کا قطعاً کوئی تذکرہ نہیں کیا۔

یہ وہ چار آدمی ہیں جنھوں نے چاروں انجیلیں لکھیں، ان میں تحریف اور تبدیل کی اور ان میں جھوٹ کا ارتکاب کیا، عیسیٰ علیہ السلام تو صرف ایک ہی انجیل لے کر آئے تھے، جس میں نہ تو کوئی تعارض تھا نہ کوئی اضطراب اور نہ ہی کوئی اختلاف، اور ان چاروں کے نزدیک اور ان کے درمیان وہ تعارض، اضطراب، اختلاف اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف جھوٹ کی وہ نسبت ظاہر ہوئی جو معلوم و مشہور ہے، جن کا نصاریٰ بھی انکار نہیں کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ اس پر ہم بطور حکایت ایک باب قائم کریں گے ان شاء اللہ۔ اس میں سے ایک حکایت یہ ہے کہ متا نے اپنی انجیل میں یہ نقل کیا ہے کہ:

ان عیسیٰ قال یکون جسدی فی بطن الارض ثلثة ایام و ثلثة لیال بعد موتی کما لبث یونس فی بطن الحوت. (انجیل متا الفصل الثالث عشر)

عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا جسم میری موت کے بعد زمین کے پیٹ میں تین دن اور تین رات تک رہے گا جیسے یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں تھے۔ (انجیل متا ۱۳ ویں فصل)

یہ صریح جھوٹ اور بہتان ہے جو متا نے اپنی انجیل میں لکھا ہے۔ اس لیے کہ اس نے اپنے تینوں ساتھیوں کی موافقت اناجیل کی اس بات پر کی ہے کہ:

ان عیسیٰ مات بزعمهم فی الساعة السادسة من یوم الجمعه و دفن فی اوّل ساعة من لیلة السبت وقام فی بین الموتی صبیحة یوم الاحد.

عیسیٰ علیہ السلام ان کے گمان کے مطابق جمعہ کے دن چھ بجے انتقال فرمائے ہیں، اور سنیچر کی رات کے اول وقت میں ان کو دفن کیا گیا اور آپ مُردوں کے درمیان سے اتوار کی صبح اٹھے ہیں۔

لہٰذا اس گمانِ فاسد کی بنیاد پر آپ زمین کے پیٹ میں ایک دن اور دو رات رہے۔ اور متا کے گذشتہ قول کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ وہ تین دن تین رات زمین کے پیٹ میں مدفون رہیں گے جیسے یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں تھے، اس سے متا کا کذب اور اپنی نقل میں اس کا تناقض ظاہر ہوا۔

اس مسئلہ میں اناجیل اربعہ کے مصنفین کے کذب میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ نہ تو عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بارے میں کسی کو یہ خبر نہیں دی اور نہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اپنی انجیل میں یہ خبر دی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا جائے گا اور ایک دن اور دو رات یا تین دن اور تین رات وہ مدفون رہیں گے۔ بلکہ حقیقت وہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ کتاب عزیز میں خبر دی کہ وَمَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰـكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ. یہودیوں نے نہ تو عیسیٰ کو قتل کیا اور نہ انھیں سولی دی بلکہ معاملہ ان پر مشتبہ ہوگیا۔

دوسرا باب

عیسائیوں کا متعدد مذاہب اور فرقوں میں افتراق

نصاریٰ بہتّر فرقوں میں تقسیم ہو گئے

پہلے فرقہ کا یہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نعوذ باللہ اللہ ہی ہے، جو خالق ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا عیسائیوں سے کہا جائے گا کہ تم نے جھوٹ بولا، کفر کیا اور اپنی انجیلوں کی مخالفت کی اس لیے کہ متا نے اپنی انجیل میں کہا ہے کہ:

ان عیسیٰ علیہ السلام قال للحواریین قبل اللیلة التی اخذہ فیھا الیھود قد تغاشیث من کرب الموت ثم اشتد حزنہ و تغیر و خر علی وجھہ یبکی و یتضرع الی اللہ تعالیٰ و یقول یا الٰھی ان امکن صرف کاس المنیة فاصرفھا و لایکون ما اشاء انا بل ما تشاء انت۔ (الفصل السادس والعشرین انجیل متا)

عیسیٰ نے حواریین سے اس رات سے پہلے جس میں ان کو یہود نے گرفتار کیا کہا کہ میں موت کی تکلیف سے بے ہوش ہو چکا ہوں پھر ان کا غم تیز ہو گیا اور ان کا چہرہ متغیر ہو گیا اور وہ اپنے چہرہ کے بل گر کر رونے لگے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑانے لگے اور کہنے لگے اے میرے معبود اگر موت کے پیالہ کو پھیرنا ممکن ہو تو اس کو پھیر دے اور وہ نہیں ہوگا جو میں چاہتا ہوں بلکہ تو جو چاہتا ہے۔ (انجیل متا ۲۶ ویں فصل)

یہ مسیح علیہ السلام کی طرف سے اس بات کا اقرار ہے کہ وہ ایک عاجز آدمی ہے اپنے اوپر موت کے نزول کا خوف رکھتا ہے اور یہ کہ اس کا کوئی معبود ہے جس کو اس نے یا الٰہی کہہ کر پکارا ہے اور اس کے سامنے گڑگڑایا ہے نیز وہ اپنی آدمیت اور خوف و غم کے باوجود اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شک کرنے والے ہیں۔ اس لیے کہ انھوں نے کہا کہ: "اگر موت کو پھیرنا ممکن ہو تو اس کو مجھ سے پھیر دے" یہ اللہ جل ذکرہ کی قدرت میں عین

شک ہے۔ اور مسیح علیہ السلام کو یا تو یہ معلوم ہے کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتی ہے۔ تو پھر ان کے اس قول "اگر یہ ممکن ہو" کا کیا معنی ہے؟ اور اگر ان کو یہ معلوم ہے کہ اللہ کے لیے یہ ممکن نہیں ہے تو پھر اللہ سے سوال کرنے اور اس کے سامنے گڑگڑانے کا کیا معنی ہے؟ اور رُوح اللہ ورسول اللہ علیہ السلام اس بات سے پاک ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شک کرے بلکہ یقین کے درجے تک ان کو علم تھا کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی ہے۔ اور جو بھی معجزات ان کے ہاتھوں پر جاری ہوئے وہ اللہ کی مشیت ہی سے ہوئے۔

نیز اس فرقہ سے کہا جائے گا کہ تم نے یوحنا کے اس قول کی مخالفت کی کہ:

ان المسیح رفع بصرہٗ الی السماء و تضرع الی اللہ تعالیٰ و قال یا رب انی اشکر استجابتک دعائی و اعترف لک بذلک واعلم انک فی کل وقت تجیب دعائی ولکن اسئلک من اجل ھولاء الجماعة الحاضرین فانھم یومنون بالذی ارسلنی۔	مسیح نے اپنی نگاہ آسمان کی طرح اُٹھائی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑایا اور کہا اے میرے رب! میں شکر ادا کرتا ہوں اس پر کہ تو نے میری دعاء قبول کی اور تیرے لیے میں اس کا اعتراف کرتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ تو ہر وقت میری دعاء کو قبول کرتا ہے لیکن میں تجھ سے حاضرین کی اس جماعت کی وجہ سے سوال کرتا ہوں، اس لیے کہ یہ لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں جس نے مجھ کو رسول بنا کر بھیجا۔
(انجیل یوحنا الفصل الثالث عشر)	(انجیل یوحنا تیرہویں فصل)

دیکھیے! مسیح علیہ السلام نے اس بات کا اعتراف کیا کہ ان کا رب اور معبود ہے۔ انھوں نے اس کے سامنے گڑگڑایا۔ اور اس کی نعمتوں اور قبولیت دعاء کا شکر ادا کیا، پھر نصاریٰ کیسے کہتے ہیں کہ عیسیٰ وہی اللہ ہی جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، کیا عقول سلیمہ میں اس سے زیادہ قبیح اور کوئی بات ہو سکتی ہے؟

یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عیسیٰ علیہ السلام قال للیھود من یسمع کلامی و یومن بالذی	عیسیٰ علیہ السلام نے یہود سے کہا کہ جو میرے کلام کو سنے گا اور اس پر ایمان لائے گا جس نے

ارسلني دخل الجنة (الفصل الخامس انجيل يوحنا)

مجھ کو بھیجا ہے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ (انجیل یوحنا، پانچویں فصل)

اور اسی فصل میں ہے:

ان اليهود قالوا لعيسىٰ عليه السلام من يشهد لك بما تقول قال الرب الذي ارسلني هو يشهد لي. (انجيل يوحنا الفصل الخامس)

یہود نے عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ کے حق میں آپ کی باتوں پر کون گواہ ہے فرمایا: وہ رب جس نے مجھ کو بھیجا ہے وہ میرے حق میں گواہ ہے۔ (انجیل یوحنا، پانچویں فصل)

یہ اس بات پر دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ وہ ایک نبی مرسل ہیں، ان کا ایک رب ہے جس نے ان کو بھیجا ہے نیز یہ کہ جو ان سے سنی ہوئی باتوں پر عمل کرے گا اور اس خدا پر ایمان لائے گا جس نے ان کو بھیجا ہے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

مارکوس نے اپنی انجیل میں کہا ہے کہ:

انه كان ببيت المقدس مجنون يتكلم الجن من فمه فاجتاز عيسىٰ فصاح به الجن وقال يا عيسىٰ! اي شيء لك عندي؟ اتحب ان تخرجني من هذا الجسد حتىٰ يعلم الناس انك نبي انا اعلم انك نبي روح الله و ان اللّٰه تعالىٰ ارسلك فامره بالخروج و قام الرجل صحيحا سالما فتعجب الحاضرون من ذالك. (انجيل ماركوس، الفصل الاول)

بیت المقدس میں ایک مجنون تھا جس کے منہ سے جن کلام کرتا تھا، عیسیٰ علیہ السلام گذرے تو جن نے ان کو آواز دی اور کہا اے عیسیٰ! آپ کی کون سی چیز میرے پاس ہے؟ کیا آپ مجھ کو اس جسم سے نکالنا چاہتے ہیں تا کہ لوگ جان لیں کہ آپ نبی ہیں، میں جانتا ہوں کہ آپ نبی اور روح اللہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ چنانچہ انھوں نے اس کو نکلنے کا حکم دیا اور وہ آدمی صحیح سالم کھڑا ہو گیا، حاضرین اس واقعہ سے تعجب کرنے لگے۔

یہ انتہائی واضح دلیل ہے اس بات پر کہ عیسیٰ علیہ السلام بشر اور منجملہ ایک رسول ہیں،

دوسرا فرقہ یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور وہ معبود بھی ہیں اور انسان بھی، وہ اپنے باپ کی طرف سے معبود اور اپنی ماں کی طرف سے انسان ہیں، اور یہود نے ان کی انسانیت کو قتل کیا۔ ان کی انسانیت کا جسم قبر میں داخل ہونے کے بعد ان کی الوہیت پاک ہوئی اور جہنم میں اتر کر اس سے آدم، نوح، ابراہیم اور تمام انبیاء علیہم السلام کو نکالا، یہ لوگ جہنم میں اپنے باپ آدم علیہ السلام کے اکل شجر کے گناہ کی وجہ سے تھے[1]

یہ اعتقاد، انتہائی کفر، حماقت اور ان کے دین میں فساد کا ہے۔ فنعوذ باللہ منہ، ان سے کہا جائے گا کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول عیسیٰ علیہ السلام پر افتراء کیا ہے۔ اور اس کی دلیل خود ان کی کتابوں میں ہے۔

مارقوس نے اپنی انجیل میں کہا ہے:

ان عیسیٰ علیہ السلام قال للحواریین اعلموا و اعتقدوا ان اباکم ای مولاکم السماوی الذی فی السماء یعنی بذٰلک ھوا اللہ تعالیٰ واحد فرد.	عیسیٰ علیہ السلام نے حواریین سے کہا کہ یہ یقین اور اعتقاد رکھو کہ تمھارے رب یعنی تمھارے آسمانی مولیٰ جو آسمان میں ہیں یعنی اللہ تعالیٰ وہ ایک اور یکتا ہے۔
(انجیل مارقوس الفصل الثانی عشر)	(انجیل مارقوس بارہویں فصل)

عیسیٰ علیہ السلام کی اس شہادت سے جو ان کی انجیل میں ہے پڑھ کر عیسائیوں کے کذب کی اور کون سی شہادت زیادہ واضح ہوگی۔؟

نصاریٰ کے باقی فرقوں کے عقائد سب کفر اور کذب ہیں جو بہتان سے متکلم ہیں، ان کا ذکر میں نے اختصار اور تخفیف کے ارادہ سے ترک کر دیا۔

---

[1] ان عیسیٰ علیہ السلام ابن اللہ و انہ الہ و انسان فھو الہ من جھة ابیہ و انسان من جھة امہ و ان الیھود قتلوا انسانیتہ و ان الالوھیہ بعد ما دخل جسد انسانیتہ القبر حاشا فنزل الی جھنم و اخرج منھا آدم و نوحا ابراھیم وجمیع الانبیاء و انھم کانوا فیھا من اجل خطیئة ابیھم آدم فی الاکل من الشجرة.

تیسرا باب

مذہب عیسائیت کے اصول کا فساد

یہ وہ اصول ہیں جن سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ جن پر ان کے جمہور کا اجماع ہے ان کے ان اصول میں سے ہر ایک کی تردید ہم ان کی انجیلوں کے نصوص سے کریں گے۔

دین نصاریٰ کے اصول پانچ ہیں: (۱) تعطیس (۲) ایمان بالتثلیث (۳) اقنوم ابن کے مریم کے پیٹ میں جڑنے کا اعتقاد (۴) قربات پر ایمان کہ کس طرح مناسب ہے (۵) پادریوں کے سامنے تمام گناہوں کا اقرار۔

پہلا اصول: تعطیس (پانی میں غوطہ دینا)

لوقا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عیسیٰ علیہ السلام قال من تغطس دخل الجنة ومن لم يتغطس فله جهنم خالداً فيها. (انجیل لوقا)

عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہے کہ جس نے تعطیس کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے تعطیس نہیں کی اس کے لیے جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ (انجیل لوقا)

اسی وجہ سے نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ تعطیس کے بغیر جنت میں داخلہ ممکن نہیں ہے۔ ان سے پوچھا جائے کہ آپ لوگ، ابراہیم، موسیٰ، اسحٰق، یعقوب اور تمام انبیاء علیہم السلام کے بارے میں کیا کہیں گے؟ وہ لوگ جنت میں ہیں یا نہیں؟ یقیناً ان کا جواب "ہاں" ہی ہوگا کہ وہ جنت میں ہیں۔ پھر ان سے پوچھا جائے کہ وہ جنت میں کیسے داخل ہوگئے؟ جبکہ انھوں نے تعطیس نہیں کی، وہ لوگ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ "ختنہ" ان کو تعطیس کی طرف سے کافی ہوگیا، پھر ان سے پوچھا جائے کہ آدم، نوح اور ان کی صلبی

(حقیقی) اولاد کے بارے میں آپ لوگ کیا کہیں گے؟ اس لیے کہ انھوں نے نہ تو ختنہ کیا ہے اور نہ کبھی تغطیس کی ہے۔ حالانکہ وہ تمھاری اناجیل کے نصوص اور تمھارے علماء کے اجماع کے مطابق جنت میں ہیں۔ ان کے پاس اس سوال کا قطعاً کوئی جواب نہیں ہے۔

واضح رہے کہ تغطیس کا یہ اصول عیسائیوں نے اپنی انجیلوں میں اللہ اور رسولؐ پر افتراء کر کے گڑھا ہے۔

تغطیس کا طریقہ: (پانی میں غوطہ دینے کا طریقہ)

یہ ہے کہ ہر گرجا میں سنگ مرمر یا کسی دوسرے پتھر کا ایک حوض ہوتا ہے۔ پادری اس کو پانی سے بھر دیتا ہے۔ اور اس پر انجیل کا کچھ حصہ جو میسر ہوتا ہے پڑھتا ہے اور اس میں بہت زیادہ نمک اور بلسان کا کچھ تیل ڈال دیتا ہے۔ پھر اگر نصرانی ہونے والوں میں سے غوطہ لگانے والا شخص بڑی عمر کا ہے تو اس کے پاس پادری کے ساتھ عیسائیوں کے کچھ بڑے لوگ جمع ہو جاتے ہیں جو اس کے حق میں اپنے گمان کے اعتبار سے اللہ کے سامنے تغطیس کی گواہی دیتے ہیں، اور پادری اس سے حوض کے پاس یہ جملے کہتا ہے:

یا هذا اعلم ان التنصر هو ان یعتقد هذا حاشا ان الله ثالث ثلثه و تعقد انک لا یمکن لک دخول الجنة الا بالتغطیس و ان ربنا عیسیٰ ابن الله و انه التحم فی بطن امه مریم فصار انسانا و الٰها فهوا له منه جوهر ابیه و انسان من جوهر امه و انه صلب و مات و عاش و صار حیا بعد ثلثه ایام من دفنه و صعد الی السماء و جلس عن یمین ابیه ویوم القیامة هو الذی یحکم بین الخلق و انک آمنت بکل ما

اے شخص جاننا چاہئے کہ نصرانی ہونا یہ ہے کہ (نعوذ باللہ) یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے اور تو یہ اعتقاد رکھے کہ تیرے لیے تغطیس کے (غوطہ کھائے) بغیر جنت میں داخلہ ممکن نہیں ہے۔ اور یہ کہ ہمارے رب عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں وہ اپنی ماں مریمؑ کے پیٹ میں جڑ کر انسان اور معبود ہو گئے وہ اپنے باپ کے جوہر سے معبود اور اپنی ماں کے جوہر سے انسان ہیں، ان کو سولی دی گئی، وہ مر گئے، اور اپنی تدفین کے تین دن بعد زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گئے اور اپنے باپ کے داہنی طرف بیٹھ گئے، قیامت کے دن وہی مخلوق کے درمیان فیصلہ کریں گے اور تم

یومن بہ اھل الکنسیہ یا نبی	ان تمام چیزوں پر ایمان لائے جن پر اہل گرجا
آمنت بھذا کلہ؟ فیقول المتنصر	ایمان رکھتے ہیں، بیٹے! کیا تم ان باتوں پر ایمان
نعم.	لائے؟ نصرانی ہونے والا کہتا ہے کہ "ہاں"

اس وقت پادری اس حوض سے ایک پلیٹ پانی لیتا ہے اور اس کو اس شخص پر بہا دیتا ہے اور اس سے کہتا کہ انا نغطسک باسم الاب و الابن و الروح القدس ہم تم کو باپ، بیٹا اور روح مقدس کے نام سے غوطہ دیتے ہیں۔

پھر رومال سے اس سے پانی کو پونچھا جاتا ہے اور وہ وہاں سے لوٹ جاتا ہے۔ اب وہ دین نصاریٰ میں داخل ہو چکا۔

نصاریٰ کے بچوں کی تعطیس ان کی ولادت کے آٹھویں دن ہوتی ہے۔ بچہ کو لے کر ان کے والد گرجا میں آتے ہیں، اور اس کو پادری کے سامنے رکھ دیتے ہیں، پادری اس سے مذکورہ بالا کلام کے ساتھ مخاطب ہوتا ہے اور اس سے عیسائیوں کے عقائد کا اقرار کراتا ہے۔ اس کی طرف سے اس کے والدین "نعم" (ہاں) کہہ کر جواب دیتے ہیں، پھر وہ اپنے بچے کو اٹھا لیتے ہیں، اب بچہ نصرانی ہو چکا ہے۔ یہ ان کی تعطیس کا طریقہ ہے۔

واضح رہے کہ یہ پانی جس کو پادری گرجاؤں کے حوضوں میں رکھتا ہے۔ ان میں سے بعض سالہا سال باقی رہ جاتا ہے مگر اس میں نہ تو بدبو ہوتی ہے اور نہ ہی اس میں کوئی تغیر پیدا ہوتا ہے۔ عام نصاریٰ اس سے تعجب کرتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ پادری اور گرجا کی برکت ہے۔ وہ یہ نہیں جانتے ہیں کہ یہ نمک کی کثرت اور بلسان کے تیل کی وجہ سے ہے۔ یہی دونوں چیزیں پانی کے تعفن سے مانع ہیں، اور پادری نمک اور تیل صرف رات میں یا ایسے وقت میں ڈالتے ہیں جبکہ اس کو عام نصاریٰ میں سے کوئی نہیں دیکھتا ہے۔ یہ پادریوں کی گمراہی سے متعلق ان کے بعض حیلوں میں سے ایک ہے۔ میں جاہلیت اور کفر میں ایک عرصہ اسی دین میں رہا، میں نے بھی ایسا ہی کیا اور بہت سے نصاریٰ کی بار بار تعطیس کی۔

الحمد للہ الذی ھدانی الی الحق و العرفان و اخرجنی من

الظلمٰت الی النور والا تقان ببرکة سید الاولین والآخرین، علیه وعلی آله وصحبه و ازواجه صلوٰة الرحمن.

دوسرا اصول: ایمان بالتثلیث:

گمراہ اور گمراہ کن ائمہ کفر یعنی متقدمین نصاریٰ کی شہادت کے مطابق ایمان بالتثلیث کے بغیر ان کے نزدیک جنت میں دخول ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا وہ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین میں کا تیسرا ہے اور عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں، ان کی دو طبیعتیں ہیں، ایک ناسوتی اور دوسری لاہوتی، یہ دونوں طبیعتیں شئی واحد ہوگئی ہیں۔ لاہوت، انسان، حادث تام اور مخلوق ہوگئی ہے اور ناسوت معبود تام خالق غیر مخلوق ہوگئی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ تینوں اللہ، عیسیٰ اور مریمؑ ہیں۔

ان قائلین کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے۔ کوئی عقل سلیم والا اس میں شک نہیں کرے گا کہ جس کے پاس تھوڑی سی بھی عقل ہے اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے نفس کو اس ردّی، ست، حرام، رذیل، فاسد اور کفریہ عقیدہ سے بچائے جس سے بچوں کی عقلیں بھی پاک ہیں جس پر اہل فہم ہنستے ہیں۔ ان کو اپنی گڑھی ہوئی باتوں کے بموجب لازم آتا ہے کہ عیسیٰ کی ذات، اللہ کی ذات کی طرح ہے اور ان کے لیے ایسا علم، ایسی قدرت اور ایسی دیگر صفات ہیں جیسے اللہ کا علم، اس کی قدرت اور سارے صفات ازلیہ، حالانکہ یہ باطل ہے اور اس کا بطلان خود ان کی کتاب میں ہے۔

مارکوس نے اپنی انجیل میں کہا ہے:

ان الحواریین سألوا عیسیٰ عن الساعة التی هی القیٰمة فقال لهم ان ذالک الیوم لا یعلمه' الذین فی السماء ولا یعلم الا الاب وحده' یعنی اللّٰه تعالیٰ.	حواریین نے عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے ان سے کہا کہ اس دن کو وہ لوگ بھی نہیں جانتے ہیں جو آسمان میں ہیں اور اس کو اب یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔
(انجیل مارکوس، الفصل الثالث)	(انجیل مارکوس فصل والث)

یہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے اس بات کا اقرار ہے کہ وہ حتیٰ کہ فرشتے بھی ناقص العلم ہیں، قیامت اور اس کے قیام کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام صرف ان ہی باتوں کو جانتے ہیں جو باتیں اللہ نے انھیں سکھائی ہیں۔

انجیل متا میں ہے:

ان عیسیٰ علیہ السلام حین عزم الیھود علی قتلہ تغیر فی تلک اللیلۃ و حزن حزنا شدیدا.	جس وقت یہود عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا آپؑ میں اس رات تبدیلی آئی اور آپؑ سخت غمزدہ ہوئے۔
(الفصل السادس و العشرین من انجیل متا)	(انجیل متا ۲۶ ویں فصل)

جو شخص غمزدہ ہوتا ہے اور جس میں تبدیلی آتی ہے وہ نہ تو معبود ہے اور نہ معبود کا بیٹا، کسی بھی صاحب عقل صحیح کے نزدیک عیسائیوں کے اس قول سے زیادہ قبیح کوئی قول نہیں ہے کہ عیسیٰ کی دو طبیعتیں ہیں، لاہوتی، (خداوندی) اور ناسوتی (انسانی) اور یہ دونوں طبیعتیں شے واحد ہوگئی ہیں۔ یہ اس سے بھی زیادہ قبیح ہے کہ "پانی اور آگ نور اور ظلمت شے واحد ہوگئے ہیں۔" یہ اس لیے محال ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کی ضد ہے لہٰذا تمام مخلوقات کا خالق جو اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے مخلوق سے غنی ہے جو اپنی عظمت و کبریائی میں کسی بھی چیز کی مشابہت سے پاک ہے۔ عقل سلیم میں یہ بات کیسے سماتی ہے کہ وہ نعوذ باللہ اپنی بعض مخلوقات کے ساتھ جڑ کر شے واحد ہوگیا ہے۔ اللہ بادشاہ برحق عیسائیوں کے شرک سے بلند و بالاتر ہے۔ عیسیٰ کی لاہوت (خداوندی) اس وقت کہاں تھی جب ان کی ناسوت (انسانی طبیعت) مری تھی۔ اللہ تعالیٰ خاص طور پر ان کے اس قول سے پاک ہے کہ "خداوندی" اور "طبیعت انسانی" ایک ہوگئیں اور گھل مل گئیں۔ پھر کس چیز نے ان میں تفریق کی؟ جب ان کے گمان سے ان کے جسم اور ناسوت (انسانی طبیعت) کو کوڑے سے مارا گیا، ان کے سر پر کانٹا باندھا گیا، ان کو لکڑی پر سولی دی گئی اور نیزے مارے گئے یہاں تک کہ ان کی موت ہوگئی اور وہ ڈر اور خوف کے مارے چیخ رہے تھے، اس وقت ان کی لاہوت ان کی ناسوت سے کہاں غائب ہوگئی؟ عیسائیوں کا گمان ہے کہ سولی اور قتل کے وقت ان کی "خداوندی" ان سے جدا

ہوکر جہنم میں گئی۔ اور اس سے انبیاء علیہم السلام کو نکالا اس وقت ان کی ناسوت (طبیعت انسانی) قبر میں مدفون تھی اس کے پاس ان کی لاہوت (خداوندی) آئی اس کو قبر سے نکالا پھر اس کو لے کر آسمان کی طرف چڑھ گئی۔

یہ سارے باطل دعوے، چھپے کفر اور ایسے عیوب اور رسوائیاں ہیں جن کی اجازت کوئی عقل سلیم نہیں دے سکتی۔ وہ کیسے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ عیسیٰ کی دو طبیعتیں تھی جو شے واحد ہو گئی تھیں؟ جبکہ ان کی انجیلوں میں شہادت موجود ہے کہ عیسیٰ کی صرف ایک ہی طبیعت تھی یعنی آدمیت اور اس کی دلیل متا کا یہ قول ہے۔

متا نے اپنی انجیل میں کہا ہے:

ان عیسیٰ علیه السلام لما انتقل	عیسیٰ علیہ السلام جب اس شہر سے منتقل ہوئے
من المدینة التی ولد فیها استخف	جہاں ان کی پیدائش ہوئی تھی تو لوگوں نے ان کا
الناس به فقال لا یستخف بنی الا	مذاق اڑایا تو فرمایا کہ نبی کا مذاق ان کے شہر ہی
فی مدینته (انجیل متا الفصل الثالث عشر)	میں اڑایا جاتا ہے۔ (انجیل متا ۱۳ ویں فصل)

یہ ان کی طرف سے اس بات کا اقرار ہے کہ وہ من جملہ ایک نبی ہیں، اور تمام انبیاء کی ایک ہی طبیعت ہے یعنی ''آدمیت'' اس کی تائید شمعون صفا، حوارئین کے سردار کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جو انھوں نے یہود سے اس وقت کہا تھا جب یہود نے مسیح علیہ السلام کے ساتھ گڑبڑ کیا تھا:

فقال یا رجال بنی اسرائیل	کہا: اے بنی اسرائیل کے لوگو! میری بات
اسمعوا مقالتی ان المسیح هو	سنو! مسیح علیہ السلام ایک آدمی ہے جو
رجل ظهر لکم من عند الله بالقوة	تمہارے لیے اللہ کی طرف سے قوت، تائید
والتائید والمعجزات التی اجراها	اور ان معجزات کے ساتھ ظاہر ہوا ہے جن کو
الله تعالیٰ علی یدیه و انتم کفرتم	اللہ نے ان کے ہاتھ پر جاری کیا اور تم نے
به۔ (هکذا فی کتاب قصص الحوارئین فی الفصل الثانی)	ان کا کفر کیا۔ (کتاب قصص الحوارئین دوسری فصل)

کتاب قصص الحوارئین عیسائیوں کے نزدیک انجیل کی طرح معتمد ہے لہٰذا اس کی

خبر سے زیادہ قابل اعتماد اور کون سی خبر ہوگی؟ اور شمعون الصفا سے زیادہ عادل اور کون سا گواہ ہوگا جس کے ذکر سے عیسائی برکت حاصل کرتے ہیں، جس کی کثرت صلاح وتقویٰ پر عیسائی ایمان رکھتے ہیں۔ انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ گواہی دی کہ وہ ان لوگوں، نبیوں اور رسولوں میں سے ہیں جن کی تائید اللہ نے معجزات کے ذریعہ کی، نیز یہ کہ جو بھی معجزہ عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر جاری ہوا وہ محض اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے اس میں مسیح علیہ السلام کا کوئی کسب نہیں ہے۔ لہٰذا اس حق اور نور حق کو اس ظلمت کفر سے کیا نسبت ہے جو عیسائیوں کے اس قول میں پائی جاتی ہے کہ "لاہوت (خداوندی) جب عیسیٰ کی ناسوت یعنی ان کے جسم سے جڑ گئی تو نعوذ باللہ وہ معبود کامل اور غیر مخلوق ہوگئے۔" یقیناً یہ ان لوگوں کا کفر ہے اللہ کے بندو! غور کرو، کس طرح شیطان کفر کی تیرگی کے ذریعہ ان کی بصیرت پر غالب آگیا حتیٰ کہ وہ اس عقلاً وعادۃً محال پر ایمان لے آئے۔ اور اس سلسلے میں ان صف اول کے شیاطین کی تقلید کی جنھوں نے ان کے سامنے اس قبیح اور رذیل عقیدہ کو خلط ملط کیا۔ ان کے حال وقال سے ہم خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔

لوقا نے اپنی انجیل کے اخیر میں کہا ہے:

ان عیسیٰ بعد ما قام من قبره لقيه رجلان من تلاميذه وهما القليوفاس ولوقا فقال لهما مالكما حزنيان فقالا له و انت كانك غريب وحدك في مدينته بيت المقدس لم تعرف ماجرى فيها في هذه الايام من امر المسيح الذي كان رجلا مصدقا من الله في مقالته و افعاله عند الله و الناس. (انجيل لوقا)	عیسیٰ علیہ السلام جب اپنی قبر سے اٹھے ان سے ان کے دو شاگردوں کی ملاقات ہوئی قلیوفاس اور لوقا عیسیٰ نے کہا: تم دونوں غمگین کیوں ہو؟ ان دونوں نے کہا: لگتا ہے کہ آپ شہر بیت المقدس میں تنہا اجنبی ہیں۔ کیا آپ کو وہ حادثہ معلوم نہیں ہوا جو ان دنوں واقع ہوا یعنی مسیح علیہ السلام کا حادثہ جو منجانب اللہ اپنے اقوال و افعال میں عند اللہ و عند الناس تصدیق شدہ تھے۔ (انجیل لوقا)

یہ ان کے شاگرد کی بھی گواہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام منجانب اللہ ایک تصدیق شدہ

شخص تھے وہ نہ تو خالق تھے۔ نہ معبود اور نہ معبود کا بیٹا۔ اللہ تعالیٰ کافروں کے قول سے بالاتر ہے۔

تیسرا اصول: اقنوم ابن کا مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کے ساتھ جوڑ اور اس کا سبب

عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو آدم علیہ السلام کے گیہوں کے درخت میں سے کھانے کی غلطی کی سزا جہنم میں دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو جہنم کی آگ سے نکال کر ان پر رحم فرمایا۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بیٹے کو بھیجا وہ مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کے جسم کے ساتھ جڑ گیا لہٰذا وہ انسان اور معبود ہو گیا، انسان اپنی ماں کے جوہر سے اور معبود اپنے باپ کو جوہر سے۔ قتل کے ذریعہ ان کی موت ہوئی پھر تین دن کے بعد وہ زندہ ہوئے اور جہنم میں اتر کر اس سے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد یعنی تمام انبیاء کو نکالا۔

یہ ان کے کفر فاسد اور دین خبیث کا عقیدہ ہے جو ان کے لیے ان کے صف اوّل کے شیاطین نے مقرر کیا ہے جو نہ تو کسی دلیل کی طرف منسوب ہے اور نہ ہی کسی نبی اور رسول سے منقول ہے۔ اللہ کے انبیاء اور رسل اس قسم کے خسائس مضحکہ، فضائح مہلکہ اور تناقض واضح سے پاک ہیں۔ یہ محال ہے کہ خالقِ ازلی گوشت اور خون میں بدل جائے، یا اس کی زمین یا آسمان میں کوئی اولاد ہو، یا اس کی قدامت وبقاء جن کی کوئی انتہاء نہیں ہے محدود، متحیز یا منتقل ہو جائیں، ہرگز نہیں، بلکہ اللہ تو وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شبیہ اور نظیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بات سے پاک ہے کہ وہ کسی مرنے والے انسان میں نازل ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اللہ تو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے جو کبھی مرنے والا نہیں ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ اس بات سے بھی پاک ہے کہ وہ اپنی ذاتِ بزرگ وبرتر کے ساتھ کسی عورت کے پیٹ میں آ جائے، اللہ تو وہ ہے جس کی کرسی آسمانوں اور زمینوں کو محیط ہے۔

عیسائیوں سے پوچھا جائے کہ آپ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ نعوذ باللہ عیسیٰ اللہ ہی ہیں۔ اور جو یہ عقیدہ نہیں رکھے گا وہ نصرانی نہیں ہے؟ یقیناً وہ جواب دیں گے کہ "ہاں" پس ان سے کہا جائے گا کہ تم نے بہتان عظیم اور واضح محال پر اقدام کیا کہ تم نے ایک

انسان کو خالق ازلی بنادیا حالانکہ وہ حادث اور مخلوق ہے۔ اور عیسیٰ کے بارے میں تمھارا معاملہ پانچ وجوہات سے خالی نہیں ہے۔

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ تم نے خود عیسیٰ کو معبود ازلی یا معبود ازلی کا مسکن بنایا ہے۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ عیسیٰ نے خود اپنے بارے میں یا ان کی طرف سے ان کے ان تلامذہ نے یہ بات کہی ہے جنھوں نے تمھارے سامنے ان کا دین نقل کیا ہے۔

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ تم نے اُن کو اُن آیات خارقہ کی وجہ سے معبود بنایا ہے جو ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئی ہیں۔

(۴) چوتھی وجہ یہ ہے کہ تم نے ان کو ان کے آسمان پر چڑھنے کی وجہ سے معبود بنایا ہے۔

(۵) پانچویں وجہ یہ ہے کہ تم نے ان کو ان کی تعجب خیز ولادت یعنی بغیر باپ کے ہونے کی وجہ سے معبود بنایا ہے۔

اگر تم کہتے ہو کہ یہ ان کی تعجب خیز ولادت اور ان کے بغیر باپ کے ہونے کی وجہ سے ہے تو یہ آدم علیہ السلام سے زیادہ تعجب خیز نہیں ہے۔ وہ بھی بغیر ماں باپ کے اور بغیر گارا مٹی کے پیدا ہوئے، حالانکہ نہ تو کسی فرشتہ کو اور نہ ہی آدم علیہ السلام کو معبود کہا گیا، اور تم بھی اس کا انکار کرتے ہو، تو پھر ان کے درمیان اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کیا فرق ہے؟ ہمیں بتاؤ، حالانکہ وہ حکمت تخلیق میں عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ تعجب خیز ہیں۔

اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام ان آیات خارقہ کی وجہ سے معبود ہیں جو ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئی تھیں تو تمھارے علماء یہ جانتے ہیں کہ الیسع نبی علیہ السلام نے ایک مردہ کو اپنی زندگی میں اور ایک مردہ کو اپنی وفات کے بعد زندہ کیا تھا۔ اور برزخ میں یعنی موت کے بعد معجزہ احیاء، موت سے قبل کے معجزۂ احیاء سے زیادہ تعجب خیز ہے۔ اور الیاس نبی علیہ السلام نے بھی ایک مردہ کو زندہ کیا تھا اور ایک بڑھیا کے آٹا اور تیل میں برکت رکھ دی تھی، لہٰذا اس کے تھیلے کا آٹا اور برتن کا تیل سات سال تک ختم نہیں ہوئے تھے۔ اور انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی تھی کہ وہ سات سال تک بارش کو روک لے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول کرلی تھی۔ اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام نے پانچ روٹیاں پانچ ہزار انسانوں کو کھلائی تھیں، تو موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے بھی اللہ عظیم سے

اپنی قوم کے لیے دعاء کی تھی، تو اللہ تعالیٰ نے چالیس سال تک ان کو من وسلویٰ کھلایا، حالانکہ ان کی تعداد چھ لاکھ انسان سے زیادہ تھی، اور اگر عیسیٰ علیہ السلام سمندر پر چلے تھے اور اس میں ڈوبے نہیں تھے تو موسیٰ علیہ السلام نے بھی دریا پر اپنی لاٹھی ماری تھی دریا پھٹ گئی تھی اس میں کئی راستے بن گئے تھے جن سے ان کی پوری قوم نے دریا کو پار کیا تھا، فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا پیچھا کیا تھا اور وہ سب غرق ہو گئے تھے۔ پھر انھوں نے ایک چٹان سے بارہ چشمے بہائے بنی اسرائیل کے ہر ایک خاندان کے لیے ایک ایک چشمہ تھا، اور انھوں نے اہل مصر کے لیے عذاب کے عجائبات میں سے دس نشانیاں پیش کیں۔

پہلی نشانی ان کی عصا ہے جس کو انھوں نے اپنے ہاتھ سے ڈالا تو وہ ایک خوفناک اژدھا بن گئی اور جادوگروں کی تمام رسّیوں کو نگل گئی۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ ان کے پانی کو بدبودار کر دیا اور ان تمام حیوانات کو مار ڈالا جو اس میں تھے۔ تیسری نشانی ان پر مینڈکوں کو بھیجنا ہے حتیٰ کہ مینڈکوں سے ان کے گھر بھر گئے۔ چوتھی نشانی ان کے جسموں پر جوئیں مسلط کرنا ہے۔ پانچویں نشانی مختلف انواع کی مکھیاں بھیجنا۔ چھٹی نشانی ان کے تمام جانوروں کو ہلاک کرنا۔ ساتویں نشانی ان کے جسموں میں زخموں کا نکلنا۔ آٹھویں نشانی ان پر اولے کا گرنا حتیٰ کہ ان کے درخت خراب ہو گئے۔ نویں نشانی ان کے پورے ملک میں ٹڈیوں کو بھیجنا۔ دسویں نشانی وہ تاریکیاں جو تین دن اور تین راتوں تک ان پر چھائی رہیں۔

اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام بذاتہٖ معبود تھے، چونکہ وہ آسمان پر تشریف لے گئے تھے اُسی لیے تم نے ان کو معبود بنایا ہے تو تم پر لازم ہوتا ہے کہ تم الیاس اور ادریس علیہما السلام کو بھی معبود بناؤ، اس لیے کہ وہ دونوں بھی تمھارے نزدیک بلا اختلاف آسمان پر تشریف لے گئے ہیں، اور ایونا انجیلی بھی تورات کی نص اور تمھارے علماء کے اجماع کے مطابق آسمان پر تشریف لے گئے ہیں۔

اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ عیسیٰ نے خود اپنے لیے معبودیت کا دعویٰ کیا اسی وجہ سے تم نے ان کو معبود گردانا، تو یقیناً تم نے رسوا کن جھوٹ اور قبیح بہتان کا برملا ارتکاب کیا۔ اس

سلسلے میں تمھاری تردید خود تمھاری انجیلوں میں موجود ہے۔ اس لیے کہ تمھارے ہاتھوں میں موجود انجیل میں ہے:

انہ حین صلب و قال الھی الھی لم خذلتی (انجیل)
جس وقت عیسیٰ کو سولی دی گئی اس وقت انھوں نے کہا: میرے معبود! تو نے میری مدد کیوں چھوڑ دی۔

اس پر انجیل کی عبارت ماقبل میں گزر چکی ہے۔

انہ قال ان اللہ تعالیٰ ارسلنی الیکم۔
عیسیٰ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمھاری طرف بھیجا ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام نے اس بات کا اعتراف کیا کہ وہ بشر اور انبیاء و مرسلین میں سے ہیں۔ تمھاری اناجیل کی نصوص اس بارے میں بہت زیادہ ہیں کہ عیسیٰ کو سولی دی گئی اور انھوں نے الٰہی الٰہی (اے میرے معبود اے میرے معبود) پکارا۔

اگر چہ یہ صحیح انجیل کی نصوص نہیں ہیں بلکہ وہ تمھاری اناجیل کا بہتان اور تمھارا اللہ پر افتراء ہے۔ ہم نے تو ان سے تمھارے خلاف استدلال صرف اس لیے کیا تاکہ تمھارا تناقض اور تمھاری رسوائی عقلاء کی نگاہوں میں ظاہر ہو جائے۔ وباللہ التوفیق۔

چوتھا اصول: ایمان بالقربات اور اس کا طریقہ:

عبادات سے متعلق عیسائیوں کا دین کفر ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ جب پادری روٹی پر کچھ کلمات پڑھتے ہیں تو وہ روٹی اسی وقت عیسیٰ کے جسم میں تبدیل ہو جاتی ہے اور جب شراب کے پیالے پر کچھ کلمات پڑھتے ہیں تو وہ اسی وقت عیسیٰ کا خون بن جاتی ہے۔ اس سلسلے میں ان کا طے شدہ طریقہ یہ ہے کہ ہر گرجا کا ان کے یہاں ایک بڑا پادری ہوتا ہے جو گرجا کا منتظم ہوتا ہے۔ ہر گرجا کا پادری روزانہ ایک چھوٹی روٹی اور شراب کا ایک گلاس لاتا ہے اور نمازوں کے وقت ان پر کچھ کلمات پڑھتا ہے عیسائی یہ اعتقاد رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روٹی عین عیسیٰ اور شراب دم عیسیٰ بن گئی۔ یہ عقیدہ وہ متا کے اس قول سے اخذ کرتے ہیں جو اس کی انجیل میں ہے۔

ان عیسیٰ جمع الحواریین یوماً
عیسیٰ علیہ السلام نے نعوذ باللہ اپنی موت سے

قبل موته حاشا و تناول خبزة وكسرها ونا ولهم كسرة كسرة لكل انسان وقال لهم كلوا هذا جسمي ثم نا ولهم كاس خمر وقال لهم اشربوا هذا دمي.

(انجیل متا الفصل السادس والعشرون)

پہلے ایک دن حواریین کو جمع کیا اور ایک روٹی لے کر اس کو توڑا اور ہر ایک انسان کو ایک ایک ٹکڑا دیا اور ان سے کہا کہ کھاؤ یہ میرا جسم ہے پھر ان کو شراب کا ایک پیالہ دیا اور ان سے کہا کہ پیو یہ میرا خون ہے۔

(انجیل متا ۲۶ ویں فصل)

اور یوحنا جو عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ان کے آسمان پر تشریف لے جانے تک موجود تھا اس نے اپنی انجیل میں روٹی اور شراب کی کوئی خبر ذکر نہیں کی۔ یہ وہ اختلاف ہے جو متا کے کذب، اس کے نقل محال اور بہتان پر دلالت کرتا ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ ہر پادری کی روٹی کا ہر ایک جزو طول عرض اور عمق میں پورے جسم کے ساتھ عیسیٰ ہے، اگر روٹی کے اجزاء ایک لاکھ ہو جائیں تو بھی ان میں سے ہر ایک جزء مستقل عیسیٰ ہے۔

ان سے کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کی لمبائی مثلاً دس بالشت، چوڑائی دو بالشت اور گہرائی ایک بالشت تھی اور جس روٹی پر پادری کچھ پڑھتا ہے وہ تین بالشت نہیں ہو سکتی ہے۔ تو پھر ایسا جسم جس کی لمبائی دس بالشت، چوڑائی دو بالشت اور گہرائی ایک بالشت ہے ایسی شے میں کس طرح سما سکتا ہے جس کی لمبائی صرف تین بالشت ہو۔ یہ بات ہر عقل سلیم میں محال ہے۔

عیسائی اس سوال کا یہ جواب دیتے ہیں کہ آئینہ دنیا کے برابر نہیں ہے لیکن جب آئینہ کو انسان کے سامنے کیا جاتا ہے۔ انسان اس میں بڑا قلعہ اور بلند عمارت کو دیکھتا ہے۔ حالانکہ یہ چیزیں آئینہ سے ہزار گنا زیادہ اور بڑی ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آئینہ میں جو تصویر ہے وہ عرض ہے جوہر نہیں۔ اور تم لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے جوہر اور عرض سب کو اس روٹی میں سمجھتے ہو اور یہ عقل میں محال ہے۔

پھر تم لوگوں کا اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے اور وہ تمھارے قول کے مطابق آسمان میں اللہ کی داہنی طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر کس نے

تمھارے لیے ان کے جسم کو اس روٹی میں اُتارا؟

پھر عیسیٰ علیہ السلام ایک شخص ہیں اور تم لوگوں کا عقیدہ ہے کہ روٹی کے اجزاء میں سے ہر ایک جزء میں عیسیٰ علیہ السلام کا پورا جسم ہے۔ اگر چہ وہ روٹی ایک لاکھ اجزاء میں منقسم ہو جائے۔ لہٰذا تم کو لازم آتا ہے کہ ایک لاکھ عیسیٰ ہوں۔ پھر روٹیوں اور گرجاؤں کی تعداد تمھارے یہاں کئی گنا ہوتی ہے۔ لہٰذا عیسیٰ غیر متناہی تعداد میں ہو جائیں گے۔ اور جو شخص ان باتوں کو اپنائے گا اور ان کا عقیدہ رکھے گا اللہ اس کو عالم کے لیے مضحکہ اور شیاطین کے لیے مسخرہ بنا دے گا۔ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْل.

مذکورہ روٹی کے ذریعہ ان کے تقرب اور ان کی نمازوں کا طریقہ یہ ہے کہ پادری اپنے خادم کو حکم دیتا ہے کہ وہ ان کے لیے خالص سفید آٹے کا خمیر گوندھے اور اس کی روٹی بنائے پھر پادری اس روٹی کو لے کر ایک گلاس شراب کے ساتھ گرجا میں آتا ہے اور ناقوس (گھنٹہ) بجانے کا حکم دیتا ہے۔ جب عیسائی اپنی نماز کے لیے جمع ہو جاتے ہیں اور گرجا میں صف بستہ ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں تو وہ گلاس کی شراب میں سے کچھ چاندی کے پیالے میں ڈالتا ہے اور اس روٹی کو ایک صاف رومال میں رکھتا ہے پھر تمام صفوف سے آگے بڑھتا ہے اور مشرق کی طرف رُخ کر کے اپنے ہاتھ میں روٹی کو لیتا ہے اور اس پر یہ کلام پڑھتا ہے:

عیسیٰ المسیح فی لیلة اخذته	عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے اس رات میں جس
الیھود فانه اخذ الخبز بیده	رات یہود نے ان کو پکڑا اپنے دست مبارک
المبارکه ورفع عینیه الی السماء	میں روٹی لی اور اپنی دونوں آنکھوں کو آسمان کی
الی القادر علی کل شی بعد	طرف اس ذات کی طرف اٹھایا جو ہر چیز پر قادر
التمجید الواجب فکسرها واطعم	ہے اور اللہ کی واجبی بزرگی بیان کرنے کے بعد
الحواریین کسرة کسرة وقال	اس روٹی کو توڑا اور ایک ایک ٹکڑا حواریین کو
لهم کلوا هذا جسدی. (تحفۃ الاریب)	کھلایا اور ان سے کہا کھاؤ یہ میرا جسم ہے۔

پادری جس وقت اس کلام کو پورا کرتا ہے اس وقت وہ بذات خود اس روٹی کو سجدہ کر کے اپنے طور پر یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ روٹی عیسیٰ علیہ السلام کا جسم ہے اور عیسیٰ نعوذ

باللہ، اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے پھر وہ پادری اپنے سجدہ میں روٹی سے مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ (نعوذ باللہ):

انت عیسیٰ الله السموات والارض انت الذی تجسدت فی بطن مریم انت ابن الله المولود قبل العوالم کلها انت من اجلک تخلصنا من ایدی الشیاطین انت الذی جالس الی یمین ابیک فی السماء نسئلک ان تغفرلی و لامتک التی خلصتها بدمک کذا و کذا. (تحفۃ الاریب)	تو عیسیٰ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا معبود ہے۔ تو ہی مریم کے پیٹ میں تناور ہوا، تو اللہ کا بیٹا ہے جو سارے عالم سے پہلے پیدا ہوا، تیری ہی وجہ سے ہم لوگوں نے شیاطین کے ہاتھوں سے نجات پائی، تو ہی اپنے باپ کی داہنی طرف آسمان میں بیٹھا ہوا ہے۔ ہم تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ تو ہماری اور اپنی امت کی مغفرت کردے جس کو تو نے اپنے خون کے ذریعہ نجات دی۔ وغیرہ وغیرہ۔

پادری یہ کلام پڑھ کر اس روٹی کو عیسائیوں کی صفوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے اور وہ سب اس روٹی کے سامنے سجدہ میں پڑ جاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد پادری شراب کا پیالہ لے کر عیسائیوں سے کہتا ہے۔

الٰهنا المسیح قبل موته اخذ کاس بالشراب و اعطاه للحواریین و قال لهم اشربوا هذا دمی (تحفۃ الاریب)	ہمارے معبود عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے اپنی موت سے پہلے شراب کا پیالہ لے کر اُسے حواریین کو دیا اور ان سے کہا کہ پیو: یہ میرا خون ہے۔

پھر پادری پیالہ کو سجدہ کرتا ہے اور اسے عیسائیوں کو دکھاتا ہے وہ لوگ بھی اس کو سجدہ کرتے ہیں پھر پادری روٹی کو کھا لیتا ہے اور شراب کو پی لیتا ہے اور اس کے بعد انجیل کا جو حصہ میسر ہوتا ہے پڑھتا ہے پھر دعاء دیتا ہے۔ اس کے بعد سارے عیسائی منتشر ہو جاتے ہیں۔ یہ ان کی نماز اور عبادت کا طریقہ ہے۔ (نعوذ باللہ منہ)

پانچواں اصول: پادری کے سامنے گناہوں کا اعتراف اور اس کا طریقہ:

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ جنت میں داخلہ پادری کے سامنے اپنے گناہوں کا

اعتراف کرنے کے بعد ہی ممکن ہوتا ہے۔ جس نے اُس سے اپنے کسی ایک گناہ کو بھی چھپایا اُس کے حق میں اُس کا اعتراف نافع نہیں ہوگا، عیسائی ہر سال اپنے ایام صیام میں گرجاؤں میں جاتے ہیں اور اس پادری کے سامنے اپنے تمام گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں جو ہر کنیسہ کا منتظم ہوتا ہے۔ باقی اوقات میں کوئی اپنے گناہ کا اعتراف نہیں کرتا ہے۔ ہاں اگر کوئی بیمار پڑ جاتا ہے اور موت کا اندیشہ کرنے لگتا ہے تو وہ پادری کے پاس کسی آدمی کو بھیجتا ہے وہ اس کے پاس پہنچ کر اس کے سامنے اس کے تمام گناہوں کا اعتراف کرتا ہے وہ پادری اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ جس گناہ کو پادری معاف کر دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی معاف ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے شہر روم کا ''پاپا'' جو عیسائیوں کے گمان میں زمین میں عیسیٰ کا ''نائب'' ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے گناہوں کی مغفرت، جہنم سے آزادی اور دخول جنت کی سند دے دیتا ہے۔ اور اس پر بڑے اموال لیتا ہے۔ اسی طرح یہ کام وہ سارے پادری کرتے ہیں جو پوری عیسائی دنیا میں ''پاپا'' کی طرف سے نیابت کرتے ہیں۔ یہ بھی مغفرت، وجوب جنت، جہنم سے نجات کا لائسنس دیتے ہیں۔ عیسائی سند لکھنے والے پادری کو جید مال دے کر اس سند کو لے لیتے ہیں اور اس کو اپنے پاس چھپا کر رکھ دیتے ہیں، پھر جب ان میں سے کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کی ''سند'' اس کے ساتھ اس کے کفن میں رکھ دی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں ان کا حتمی اعتقاد ہے کہ وہ اس ''سند'' کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ حالانکہ یہ عیسائیوں سے مال حاصل کرنے کے لیے پادری کا ایک حیلہ ہے۔

عیسائیوں سے پوچھا جائے کہ تم لوگ ایسا کیوں کرتے ہو؟ جبکہ اس کا تم کو عیسیٰ نے حکم نہیں دیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے تلامذہ نے بھی کسی گناہ کا اعتراف عیسیٰ کے سامنے نہیں کیا جن کو تم لوگ نعوذ باللہ اللہ اور اللہ کا بیٹا سمجھتے ہو۔ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام، عیسائیوں کے قول کے مطابق تمام پادریوں کے بہ نسبت مغفرت ذنوب کے زیادہ قریب ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس میں تم لوگوں کو کوئی شک نہیں ہے کہ پادری تمھاری ہی

طرح ایک انسان ہے۔ بسا اوقات اس کے گناہ، تمھارے گناہوں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ خاص کر اس کی اپنی رائے سے تمھاری تکفیر اور تمھارے اضلال کے گناہ، پھر اس کے گناہوں کی مغفرت کون کرتا ہے؟ لیکن تم ایک اندھی قوم ہو، اور تمھارے پادری تم سے زیادہ اندھے ہیں۔ اندھا جب اندھا کو دھکا دیتا ہے تو وہ ہلاکت کی جگہوں میں گر جاتا ہے۔ اسی طرح تم لوگ بھی اپنے پادری کے ساتھ جہنم کی آگ میں گروگے، اور اس میں ہمیشہ رہوگے۔ اس لیے کہ تمھارے کفر اور شرک کے ہوتے ہوئے اپنی کتاب عزیز میں اپنے قول صادق کے ذریعہ تمھارے گناہوں کی مغفرت سے تمھاری امید ختم کردی ہے۔ ارشاد ربانی ہے انّ اللّٰہ لا یَغفِر ان یُشرکَ بہ. اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کو معاف نہیں کرے گا۔ لہٰذا اس خبر صادق کی وجہ سے تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کی مغفرت محال ہے لہٰذا تمھارے لیے پادری کی مغفرت زیادہ محال اور تمھارے ساتھ شیطان اور اس کے لشکر کے استہزاء اور مذاق کے زیادہ قریب ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم.

○○

چوتھا باب

عیسائیوں کی شریعت کے عقائد کا بیان

تمام عیسائی ان عقائد کو آج تک اختیار کیے ہوئے ہیں، کچھ ہی عیسائی ہیں جو ان عقائد کو ترک کرتے ہیں، یہ سارے عقائد کفر، اور محال ہیں۔ ان میں سے بعض بعض کو فاسد کرتے ہیں، عیسائیوں کے لیے ان عقائد کی تالیف ان کے متقدمین میں سے ایک شخص نے کی تھی جس کا نام شمعون الصفا ہے جو باشندگانِ مملکت رومہ میں سے تھا۔

ان عقائد کی عبارت یہ ہے:

"ہم ایمان رکھتے ہیں ایک اللہ پر جو باپ ہے، ہر چیز کا مالک ہے۔ مرئی اور غیر مرئی چیزوں کا خالق ہے اور ہم ایمان رکھتے ہیں، پروردگار مسیح پر جو ایک اللہ کا بیٹا ہے۔ تمام مخلوقات میں پہلا ہے، سارے عالم سے پہلے اپنے باپ سے پیدا ہوا، مخلوق نہیں ہے اپنے باپ کے جوہر سے معبود برحق ہے۔ جس کے ہاتھ سے سارے عالم مستحکم ہوئے، وہ ہر چیز کا خالق ہے۔ ہم لوگوں کی جماعت کی وجہ سے اور ہماری نجات کے لیے آسمان سے اترے اور روح القدس سے تناور ہو کر انسان بن گئے۔ اُن کے ساتھ مریم حاملہ ہوئی، اور وہ مریم بتول سے پیدا ہوئے۔ پھر تکلیف میں ڈالے گئے۔ پریشان کیے گئے، پیلاطوس بادشاہ کے عہد میں سولی پر چڑھائے گئے اور دفن کر دیے گئے، پھر تیسرے دن مردوں کے درمیان سے اٹھے جیسا کہ انبیاء نے لکھا ہے۔ پھر آسمان پر تشریف لے گئے اور اپنے باپ کی داہنی طرف بیٹھ گئے، وہ مردوں اور زندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے دوبارہ تشریف لانے کے لیے تیار ہیں، اور ہم روح القدس پر ایمان رکھتے ہیں، جو باپ اور بیٹے سے نکلتے ہیں اور اسی کے ساتھ انبیاء کلام

کرتے تھے۔ اور تغطیس (غوطہ دینا) گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ اور ہم اپنے جسموں کے اٹھنے اور ہمیشہ کی زندگی پر ایمان رکھتے ہیں[1]۔ (تحفۃ الاریب)

اس کلام میں کئی تناقضات ہیں۔

(۱) پہلا تناقض یہ ہے کہ ابتداءً اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ شہادت ہے کہ ''وہ ایک ہے'' پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے خلاف یہ شہادت ہے کہ ''اس کا بیٹا ہے اور وہ اپنے باپ کے جوہر سے معبود ہے۔'' یہ انتہائی کفر اور شرک اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں غایت تضاد اور تناقض ہے۔ اللہ ایک اور یکتا ہے اس کا کوئی شریک اور شبیہ نہیں۔ اللہ بابرکت اور ان کے کفر سے پاک ہے۔

(۲) دوسرا تناقض یہ ہے کہ ابتدائے کلام میں کہا کہ ''اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے'' پھر اس کے بعد کہا کہ ''مسیح تمام اشیاء کا خالق ہے اسی کے ہاتھ سے سارے عالم مستحکم ہوئے'' گویا یہ ثابت کیا کہ اللہ کے ساتھ ہر چیز کا ایک دوسرا خالق ہے۔ نعوذ باللہ اور یہ قبیح ترین تناقض ہے۔

(۳) تیسرا تناقض یہ ہے کہ ابتدائے کلام میں کہا ''اللہ تعالیٰ مرئی اور غیر مرئی چیزوں کا خالق ہے'' لہٰذا ان میں مسیح بھی داخل ہو گئے اس لیے کہ وہ یقیناً یا تو مرئی ہیں یا غیر مرئی۔ پھر اس کے بعد یہ کہا کہ ''مسیح ہر چیز کا خالق اور غیر مخلوق ہے'' یہ بھی اللہ تعالیٰ کے بارے میں تناقض ہے۔ ان کے دعووں میں اگر جانور تمیز کر پاتے تو وہ ان کا عیسائیوں پر عیب لگاتے۔ رسوائی اور شیطان کے غلبہ سے ہم اللہ کی پناہ

---

[1] نومن بالله الواحد الاب مالک کل شی صانع مایری و مالا یُری و نومن بالرب المسیح ابن الله الواحد بکر الخلائق کلها ولد من ابیه قبل العوالم کُلّها لیس بمصنوع اله حق من جوهر ابیه الذی بیده اتقنت العوالم کلّها وهو خالق کل شی من اجلنا معشر الناس و من اجل خلاصنا نزل من السماء و تجسد من الروح القدس وصار انسانا و حملت به مریم و ولد من مریم البتول فاوجع و اولم و صلب فی ایام بیلاطوس الملک و دفن و قام فی الیوم الثالث من بین الموتی مثل ما کتب بذلک الانبیاء ثم صعد الی السماء و جلس علی یمین ابیه وهو مستعد للمجیء تارة اخری للقضاء بین الاموات و الاحیاء و نومن بالروح القدس یخرج من الاب و الابن و به کان یتکلم الانبیاء. والتغطیس هو غفران الذنوب و نومن بقیام ابداننا و بالحیاة ابد الآبدین. (تحفة الاریب فی الرد علی اهل الصلیب)

چاہتے ہیں۔شیطان نے ان کے ساتھ جس طرح چاہا کھیلا اور ان کو جہنم کی طرف کھینچا۔وہ برا ٹھکانا ہے۔

(۴) چوتھا تناقض یہ ہے کہ مذکورہ کلام میں کہا کہ ''وہ سارے عالم سے پہلے اپنے باپ سے پیدا ہوئے اور وہ تمام مخلوقات میں سب سے پہلا ہے'' تو پھر جب وہ معدوم تھے تو اپنی ولادت سے پہلے یا اپنی ولادت کے بعد جب وہ دودھ پیتا بچہ تھے کب اس نے ہر چیز کو پیدا کیا؟ اور ان کی ولادت اور تخلیق سے پہلے کون آسمانوں اور زمینوں اور ان کے اندر کے لوگوں کا انتظام کرتا تھا؟ اور وہ تمام مخلوقات میں سب سے پہلا کیسے ہوسکتے ہیں جبکہ عیسائیوں کے گمان میں تمام مخلوقات کا خالق وہی ہے۔عیسائیوں کی شریعت اسی تناقض اور محال پر مبنی ہے۔اس لیے کہ عیسائیوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسیح ازلی، خالق اور قدیم ہے اور مخلوق بھی ہے جو مریم کے بطن سے اس کے حاملہ ہونے کے بعد پیدا ہوا۔

ان تمام عقائد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کو تمام عقلاء و عارفین کے لیے مذاق اور شیاطین کی آنکھوں کے لیے ٹھنڈک بنا دیا۔

اس خبیث کے اس قول کو دیکھئے کہ ''مسیح اپنے باپ کے جوہر سے معبود برحق ہے'' پھر کہا کہ ''وہ آسمان سے نازل ہو کر مریم کے پیٹ میں تناور ہو گئے'' یہ اس بارے میں صریح ہے کہ مسیح اس جوہر کا جسم تھے جو آسمان میں تھا پھر آسمان سے نازل ہو کر مریم کے پیٹ میں تناور ہوئے اجسام اور جوہر کے تناور ہونے میں کوئی تعجب نہیں ہے۔تعجب اس بات پر ہے کہ وہ ذات تناور ہو جائے جو نہ تو جسم ہے اور نہ جوہر۔ ہمارا رب جواہر و اعراض سے بالاتر ہے کہ اس کے لیے کوئی ایسا جوہر ہو جس سے مسیح بنے یا جو جوہر متجزی ہوتا کہ مسیح اس کے کسی جزء کے ساتھ مریم کے پیٹ میں اس کے خون اور بول و براز کے ساتھ مل کر ٹھہر جائے۔اللہ تعالیٰ کے سامنے ان کفار کی جرأت کتنی بڑی ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کا حکم کتنا بڑا ہے!! **الحمد الله الذی عافانی مما ابتلاهم.**

عیسائیوں کی کتابوں کی نصوص اس عقیدہ اور مسیح سے متعلق ان کے تمام کفریہ عقائد کا ابطال کرتے ہیں۔لوقا نے قصص الحواریین کی چوتھی فصل میں کہا:

ان اللّٰه خلق العوالم بجميع ما فيها — اللہ تعالیٰ نے سارے عالم کو ان تمام چیزوں کے

وھو رب السمٰوات والارض لایسکن الھیاکل التی طینتھا الایادی ولا یحتاج الی شی من الاشیاء لانہ ھو الذی اعطی الناس الھیاکل والنفوس و جمیع ماھم فیہ من وجودنا بہ وحیاتنا منہ. (قصص الحواریین الفصل الرابع)

ساتھ پیدا کیا جو ان میں ہیں، وہ آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے۔ وہ ان مجسموں میں نہیں رہتا ہے جن کو ہاتھوں نے بنایا ہے اور وہ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔ اس لیے کہ اسی نے لوگوں کو صورتیں اور جسم اور وہ ساری چیزیں عطاء کیں جن سے ہمارا وجود اور ہماری زندگی متعلق ہیں۔ (قصص الحواریین چوتھی فصل)

لوقا کے اسی کلام کے مطابق اللہ تعالیٰ کی کتابیں نازل ہوئیں اور یہی بات انبیاء علیہم السلام نے کہی، لہٰذا یہ ظاہر ہوگیا کہ عیسائیوں کے سارے عقائد، گڑھا ہوا کفر، کمزور محال اور قبیح تناقض ہیں۔ انھوں نے ان کو نہ تو اللہ کی کتابوں سے لیا اور نہ ہی اپنے انبیاء علیہم السلام سے بلکہ اس سلسلے میں انھوں نے ان باطل دعوؤں اور جھوٹی خواہشات نفس کی تقلید کی جن کو ان کے لیے تمام گنہگار کافروں نے ہموار کیا۔

عیسائیوں سے پوچھا جائے کہ یہ عقائد جن میں تمھاری اکثریت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر تم نے ان کو کسی کتاب یا کسی نبی کی طرف منسوب نہیں کیا ہے تو بتاؤ کہ یہ عقائد حق ہیں یا باطل؟ یا بعض حق ہیں اور بعض باطل؟ اگر سب کو یا بعض کو باطل کہتے ہیں تو گویا انھوں نے ان عقائد کو باطل قرار دیا اور ان کا کفر کیا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ باطل کو دین قرار نہیں دیتا ہے۔ اور اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ سارے عقائد برحق ہیں تو گویا انھوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ ''مسیح مولود اور مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا اور تمام مرئی اور غیر مرئی چیزوں کا خالق ہے'' پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ''مسیح معبود ہے اور ہر چیز کا خالق ہے'' جس عقیدہ میں ایسا تناقض شنیع ظاہر ہو وہ کبھی برحق نہیں ہوسکتا ہے۔ اور عیسائیوں کا مسیح کے بارے میں یہ قول ''وہ اپنے باپ کے جوہر سے معبود ہے اور اس جیسا کوئی معبود نہیں'' مماثلت کا تقاضا کرتا ہے اور مماثلت ضروری ہے۔ تو پھر کس نے ایک کو ''باپ'' اور دوسرے کو ''بیٹا'' بنایا؟ اور کس چیز نے ایک کو ''ابوۃ'' اور دوسرے کو ''بنوۃ'' کے ساتھ خاص کیا؟ اس کا عکس کیوں نہیں ہوا؟

نسأل اللہ ربنا کمال العفو والعافیہ من حالھم و مالھم (آمین)

پانچواں باب

عیسیٰ علیہ السلام معبود نہیں ہیں
وہ تو ایک بشر، انسان، مخلوق اور نبی مرسل ہیں

ہم نے عیسائیوں کا جو عقیدۂ کفر اور قول ذکر کیا کہ نعوذ باللہ مسیح، اللہ، ابن اللہ اور خالق ہیں اس کی تردید اور ابطال اناجیل اربعہ کے چاروں مصنفین کے اقوال سے ہوتی ہے۔

متا نے اپنی انجیل میں کہا:

و ان نسبة المسيح هو ابن داؤد بن ابراهيم. (انجيل متا الفصل الاول)	مسیح علیہ السلام کی نسبت بن داؤد بن ابراہیم ہے۔ (انجیل متا پہلی فصل)

یہ اس بات کا اعتراف ہے کہ عیسیٰ مخلوق ہیں، داؤد نبی علیہ السلام کی نسل سے پیدا ہوئے ہیں، جو یہود ابن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور جس کا تناسل آدمیوں سے ثابت ہو وہ بلا شک آدمی ہے۔ اس لیے کہ اللہ جو قدیم اور ازلی ہے وہ نہ تو جنا اور نہ جنا گیا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے اور اس کے تمام ماسوا حادث ہیں۔

نیز متا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان رجلا قال المسيح يا ايها الخير فقال عيسىٰ لم سميتني خيراً ان الخير هو الله تعالىٰ.	ایک شخص نے کہا: اے مسیح! اے خیر! تو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: تو نے مجھے خیر کیوں کہا؟ خیر تو اللہ تعالیٰ ہے۔
(انجيل متا الفصل التاسع عشر)	(انجیل متا ۱۹ ویں فصل)

یہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے غایت تواضع اور اپنے رب اور خالق کے ساتھ

ادب اور شائستگی ہے لہٰذا وہ اس کے لیے الوہیت میں شریک کا کیسے دعویٰ کر سکتے ہیں؟

یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان المسیح رفع عینیه الی السماء و تضرع الی اللّٰه الواحد الخالق و قال یجب علی الناس یعلموا انک انت اللّٰه الواحد الخالق و انک ارسلتنی.	مسیح علیہ السلام نے اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور ایک پیدا کرنے والے اللہ کے سامنے عاجزی سے دعاء کی اور کہا لوگوں پر واجب ہے کہ وہ یہ جانیں کہ ”تو اللہ ایک خالق ہے اور تو نے مجھ کو بھیجا ہے۔“
(انجیل یوحنا الفصل السابع عشر)	(انجیل یوحنا،اویں فصل)

یہ مسیح علیہ السلام کی طرف سے اس بات کا اعتراف ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس توحید کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں جس کو اللہ نے واجب کیا ہے۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ ایک خالق ہے۔ اس کے سوا مخلوق کا کوئی خالق نہیں، یہ عقیدہ لے کر عیسیٰ اور تمام انبیاء ورسل علیہم السلام تشریف لائے۔

اعتراض: اگر کوئی عیسائی یہ اعتراض کرے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اگر اس جگہ یہ اعتراف کیا ہے کہ وہ ”نبی مبعوث ہیں“ تو دوسری جگہ انھوں نے یہ بھی تو اعتراف کیا ہے کہ وہ ”خالق ازلی“ ہیں۔

جواب: اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ یہ ان پر کذب اور افتراء ہے وہ اس سے اور ہر اس شخص سے بری ہیں جس نے اس کو ان کی طرف منسوب کیا ہے۔ تم لوگ اس قبیح تناقض سے بے تکلف اندھے ہو گئے جو دونوں جگہوں میں دونوں نصوص کے درمیان ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے جب یہ اعتراف کیا کہ وہ ایک انسان اور اللہ کی طرف سے فرستادہ ہے اور یہی صحیح ہے تو پھر ان کے لیے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے حق میں ایک محال یعنی اپنے خالق ازلی ہونے کا دعویٰ کر کے مناقضہ کرے؟ بلکہ یہ تناقض عیسائیوں کے متقدمین کفار کے اختلافات میں سے ہے پھر اس کو تمھارے تمام گروہوں نے اس کے کفر قبیح اور تناقض شنیع کے باوجود قبول کر لیا۔

متی نے اپنی انجیل میں کہا:

ان الشیطان دعا المسیح الی ان یسجد له و اراه ممالک الدنیا و زخرفها وقال له اسجد لی نجعل لک هذا کله فقال المسیح انه مکتوب علی کل بشر انه لا یعبد الا اللّٰہ تعالیٰ و لایسجد بشی سواه. (انجیل متا الفصل الرابع)	شیطان نے مسیح علیہ السلام کو اپنے لیے سجدہ کرنے کی دعوت دی ان کو دنیا کی سلطنتیں اور ان کی خوبصورتیں دکھائی، ان سے کہا کہ مجھ کو سجدہ کرو یہ ساری چیزیں ہم تم کو دے دیں گے۔ مسیح علیہ السلام نے کہا: ہر انسان پر فرض ہے کہ وہ اللہ کے سواء نہ تو کسی کی عبادت کرے اور نہ اس کے سواء کسی چیز کو سجدہ کرے۔(انجیل متا چوتھی فصل)

یہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے اس بات کا اعتراف ہے کہ وہ الوہیت اور معبودیت سے بری ہیں۔ اگر وہ معبود ہوتے تو شیطان ان کے سامنے اس قسم کی بات کہنے کی جرأت نہیں کرتا اور شیطان کے سامنے عیسیٰ کے جواب میں اللہ کے تئیں اس بات کا اعتراف ہے کہ وہی معبود ہے اور کوئی اللہ تبارک وتعالیٰ کے سواء کسی کو سجدہ نہیں کرتا ہے۔

یہ عیسائیوں کے خلاف تسلیمی طور پر ان واقعات سے استدلال ہے جو انھوں نے اپنی انجیلوں میں ظاہر کیے ہیں، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ عیسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام شیطان کے وساوس باطنہ خفیہ سے بھی معصوم ہیں لہٰذا وہ ان کو کفر صریح یعنی اللہ کو چھوڑ کر اپنے لئے سجدہ کی دعوت کس طرح دے سکتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ بھی اناجیل کے مصنفین کے اختلافات اور ان دعوؤں میں سے ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اس قسم کی تجویز سے متعلق ہیں۔

یوحنا نے اپنی انجیل کے اخیر میں کہا:

ان عیسیٰ قال للحواریین انی اذهب الی ابی و ابیکم و الٰهی و الٰهکم. (انجیل یوحنا فصل ۲۰-۱۷)	عیسیٰ علیہ السلام نے حواریین سے کہا: میں اپنے اور تمھارے باپ (مالک) اور معبود کے پاس جاتا ہوں۔(انجیل یوحنا فصل ۲۰-۱۷)

''اب'' (باپ) سے مراد مالک ہے اور یہ اس زمانہ کی اصطلاح ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ اس لفظ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کا ''باپ'' ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس سے لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھارے بھی باپ ہیں اس لیے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ابی و ابیکم

(میرے اور تمھارے باپ) کہا ہے۔ پھر اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام نے تو الھــی والھــکــم (میرے اور تمہارے معبود) کہہ کر اس بات کی صراحت کر دی جو ہر شبہ کو ختم کر دیتی ہے۔ اب اپنے لیے الوہیت اور معبودیت کا کچھ بھی دعویٰ بالکل باقی نہیں رہا۔

متّا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عیســیٰ علیــه السـلام قــال للحواریین کل من قبلکم و اواکم فقد قبلنی و اوانی و من قبلنی فانما قبل من ارسلنی.	عیسیٰ علیہ السلام نے حواریین سے کہا: جس نے تم کو قبول کیا اور پناہ دی اس نے مجھ کو قبول کیا اور پناہ دی اور جس نے مجھ کو قبول کیا اس نے میرے بھیجنے والے کو قبول کیا۔
(انجیل متا الفصل العاشر)	(انجیل متا، ۱۰ویں فصل)

یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان الـمسیـح قـال انـا مـا جئـتُ لاعـمـل بمشیتی بل بمشیة الذی ارسلنی. (انجیل یوحنا الفصل الخامس)	مسیح علیہ السلام نے کہا: میں اپنی چاہت پر عمل کرنے کے لیے نہیں آیا ہوں بلکہ میرے بھیجنے والے کی مشیت پر۔ (انجیل یوحنا ۵ویں فصل)

مارقوس نے اپنی انجیل کے اخیر میں کہا:

ان عیســیٰ قــال وهـو خشیـت الـصـلـب بـزعـمـهم الهی الهی لم خـذلتنی وذالک آخر ما تکلم به فی الدنیا. (انجیل مارقوس)	عیسیٰ علیہ السلام نے سولی کے خوف سے کہا: میرے معبود میرے معبود! تو نے میری مدد کیوں چھوڑ دی؟ اور یہ دنیا میں عیسیٰ کا آخری کلام ہے۔ (انجیل مارقوس)

اس میں اس بات کی صراحت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے "میرے معبود! میرے معبود! کہا اور اس بات کا اقرار کیا کہ ایک معبود ہے جس کو مصائب میں پکارا جاتا ہے۔ اور اپنے تئیں معبودیت کے دعووں سے اظہار بیزاری کیا۔ لہٰذا اس سے بدیہی طور پر عیسائیوں کے عقائد کی تکذیب لازم ہوئی جس سے ان کو نجات نہیں، لیکن وہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں اور عقل نہیں رکھتے۔

لوقا نے اپنی انجیل کے اخیر میں کہا:

ان المسيح بعد ما قام من قبره دخل الى الحواريين وهم مجتمعون في غرفة قد اغلقوا بابها فلما دخل عليهم ارتاعوا منه وظنوا انه من ارواح الملائكة والجن فلما علم المسيح ذلک منهم قال يا هؤلاء جسّوني و اعلموا ان الارواح الروحانيه ليس لها لحم ولا عظم مثل ما تجدون في جسدي.
(انجيل لوقا)

مسیح علیہ السلام اپنی قبر سے اٹھنے کے بعد حواریین کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ لوگ ایک کمرہ میں اکٹھا تھے اور اس کا دروازہ بند کئے ہوئے تھے۔ جب وہ ان کے پاس تشریف لے گئے تو وہ لوگ ان سے ڈر گئے اور یہ گمان کیا کہ یہ فرشتوں اور جنات کی روحوں میں سے ہے۔ جب مسیح علیہ السلام نے ان کی طرف سے اس بات کو جانا تو فرمایا لوگو! مجھ کو چھوؤ اور جان لو کہ روحانی ارواح کا اس طرح نہ تو گوشت ہوتا ہے اور نہ ہڈی جس طرح تم میرے جسم میں پاتے ہو۔ (انجیل لوقا)

عیسیٰ علیہ السلام نے اس بات کا اقرار کیا کہ وہ گوشت، ہڈی اور مادۂ حیوانیہ سے مرکب ہیں اور معبودیت سے اظہار بیزاری کیا، یہ نص بھی گذشتہ نص کی طرح ہے۔ اس لیے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے قتل ہونے دفن ہونے اور دفن کے بعد اپنی قبر سے اٹھنے میں تمہارا کذب، متقدمین نصاریٰ کے اختلافات اور ان کے باطل دعوں میں سے ہے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کا پرورش کیا ہوا ہے۔ وہ پرورش پاتے رہے اور طول وعرض میں بڑھتے رہے پھر وہ اپنی طاقت اور جوانی کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو رسول بنا کر بھیجا یہ لوگ مسیح علیہ السلام اور ان کے شاگردوں کے قول کے موافق ہیں، اور جس نے اس کی مخالفت کی اس نے حق کی مخالفت کی اور صریح کفر کا اعتقاد رکھا، (نعوذ باللہ من ذلک) اور ان کو وہ بات لازم آتی ہے جو تمام عقلاء کے نزدیک قبیح ترین ہے۔ وہ یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام اگر اپنے گوشت اور خون کے باوجود خالق ازلی ہیں، جیسا کہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے۔ تو یقیناً ان لوگوں نے بعض رب معبود کو خالق گردانا اور بعض کو حادث اور مخلوق، اس لیے کہ ان کی اناجیل کی عبارتوں کے مطابق مسیح علیہ السلام نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ''وہ ''خون اور گوشت'' ہیں'' اور خون

اور گوشت غذا، پانی سے پیدا ہوتے ہیں اور یہ دنیا کے اجزاء ہیں، لہٰذا ان کے قول کے مطابق پوری دنیا کے خالق دنیا ہی کا ایک جزء ہوئے اور وہ جزء اپنے نفس کا بھی خالق ہے۔ اس لیے کہ وہ اس دنیا کا جزء ہے جو اس کی مخلوق ہے۔

لہٰذا یہ دعویٰ، بہتان کے دعووں میں سے قبیح ترین اور عقل انسانی کے تصور سے بعید ترین دعویٰ ہے جو اس کا اعتقاد رکھے گا اور اس کو اپنا دین بنائے گا اس کو وہ اشکال لازم آئے گا جو ہم نے بیان کیا، اور وہ اللہ کی طرف سے غضب کا مستحق ہوگا، اور یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ محرومین میں سے ہے۔

نیز ایک قبیح محال یہ بھی لازم آتا ہے کہ بعض دنیا، تمام دنیا کا خالق ہوگا، اور بعض شے، تمام شے کے وجود کے بعد ہی پایا جاتا ہے اس سے پہلے نہیں، اور جو چیز موجود نہیں ہے وہ معدوم ہے لہٰذا دنیا کا خالق ان کے قول کے مطابق معدوم غیر موجود اور مجہول ہے۔

عیسائیوں سے کہا جائے کہ پہلی انجیل نے کہا ہے:

ان المسیح قلم اظفاره وقص شعره ونما جسده طولاً و عرضاً. (الانجیل الاول)	مسیح علیہ السلام نے اپنے ناخنوں کو کاٹا، اپنے بالوں کو کترا اور ان کا جسم طول و عرض میں بڑھا۔ (پہلی انجیل)

مسیح علیہ السلام، عیسائیوں کے قول کے مطابق اگر خالق ازلی ہیں حالانکہ ان کے یہ اجزاء بال، ناخن وغیرہ تھے جو ان سے جدا ہو کر بوسیدہ اور لاشے ہو گئے۔ ان کا خالق ازلی کے ساتھ کوئی وجود باقی نہیں رہا، لہٰذا جب بعض فاسد ہو کر لاشے ہو گیا اور بعض علیٰ حالہ باقی رہا اور جس کا بعض فاسد ہو جاتا ہے تو فساد کل تک پہنچ جاتا ہے اور جس کے بعض اور کل ہوتے ہیں وہ محل اور حد کا محتاج ہوتا ہے غنی نہیں، حالانکہ معبود، خالق ازلی تبارک وتعالیٰ دلائل عقلیہ اور نصوص نقلیہ کی شہادت کے مطابق نہ جسم ہیں نہ جوہر اور نہ عرض اس کا کوئی کل نہیں جو متجزی ہو، اس کی ذات قدیم، جز، جزء نہیں ہوتی ہے۔ اس کو کوئی نقص، تغیر اور تحویل لاحق نہیں ہوتی، وہ علی الاطلاق غنی ہے۔ پوری مخلوق اپنے تمام اطوار و احوال میں اس کی محتاج ہے، وہ اسی طرح ہے جس طرح اس نے اپنے کریم عزیز نفس کی صفت بیان کی ہے کہ لیس کمثله شی و هو السمیع البصیر یعنی اس

جیسا کوئی نہیں، وہ بہت زیادہ سننے والا، بہت زیادہ دیکھنے والا ہے۔لہٰذا مسیح علیہ السلام خالق ازلی کیسے ہو سکتے؟

عیسائیوں سے یہ بھی کہا جائے کہ جس مسیحؑ کے بارے میں تم لوگ خالق ازلی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہو آیا وہ کسی شہر یا زمانہ میں تھے یا نہیں؟ وہ اس کا انکار نہیں کر سکتے ہیں اس لیے کہ متا اور لوقا کی اناجیل نے اس کی صراحت کی ہے کہ وہ اس بیت اللحم میں جو یودا کی طرف منسوب تھا، ہرودس بادشاہ کے زمانے میں پیدا ہوئے اور پیلاطوس بادشاہ کے زمانے میں شہید کیے گئے اور سولی پر چڑھائے گئے۔اور جو اس طرح ہو وہ مخلوق ہے۔اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ مخلوق ہیں تو عیسائیوں کا یہ عقیدہ باطل ہو گیا کہ وہ معبود برحق ابن معبود برحق ہیں اور ہر چیز کا خالق ہے۔

اور یہ بات تو قطعی طور پر معلوم ہے کہ ''زمانہ'' اشیاء مخلوقہ میں سے ہے اور بلا شک و شبہ مسیحؑ کے وجود سے پہلے بھی ''زمانہ'' تھا لہٰذا یہ کیسے ممکن ہے کہ ''زمانہ'' اپنے خالق کے وجود سے پہلے موجود ہو؟ اور مکان اس شخص کو محیط ہو جس نے مکانوں کو پیدا کیا؟ یہ ایک شنیع ترین ذہنی خیال اور قبیح ترین بہتان اور محال ہے۔جو بھی کسی ''زمانہ'' میں پیدا ہوا اور ''مکان'' اس کو محیط ہو وہ حیوان بن حیوان ہے اور مسیح علیہ السلام حیوان کی اشرف نوع ہے اس لیے کہ وہ انسان بن انسان ہیں۔اللہ تعالیٰ کافرین کے قول سے بالاتر ہے۔

اللہ کی قدرت اور طاقت سے جو کچھ میں نے یہاں واضح کیا وہ شریعت عیسائی کے فساد اور ان کے عقیدہ کے ابطال کا مقتضی ہے اور اس واضح دین حق کی طرف میرے عدول کی توجیہ ہے جس کو میں نے اپنے لئے اختیار کیا اور افضل نبی صلی اللہ علیہ السلام کی ملت کا اتباع ہے۔

صلوٰت اللہ علیہ و علی آلہ وصحبہ وعلی جمیع الانبیاء و المرسلین و من اللہ نسئال کمال البرو التوفیق و ھو ربنا نعم المولی و نعم الوکیل ولاحول و لاقوۃ الا باللہ اعلی العظیم۔

○○

چھٹا باب

اناجیل اربعہ کے مصنفّین کا اختلاف اور کذب[1]

اناجیل اربعہ کے چاروں مصنفّین نے بہت سی چیزوں میں اختلاف کیا، یہ ان کے کذب کی دلیل ہے اگر وہ حق پر ہوتے تو کسی چیز میں اختلاف نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے

1۔ شیخ الحاج عبداللہ بن الحاج دستان مصطفیٰ اپنی کتاب (مولفہ استنبول ۱۲۷۶ھ) میں فرماتے ہیں کہ اگر کہا جائے کہ صحیح انجیل کہاں ہے؟ تو ہم جواب دیں گے کہ ضائع اور مفقود ہے۔ اگر مفقود نہیں ہوتی تو وہ ان کے پاس یا ہمارے پاس موجود ہوتی لیکن وہ فریقین کے پاس موجود نہیں ہے۔ اور اگر پوچھا جائے کہ کیسے ضائع ہوئی اور کب؟ تو ہم جواب دیں گے کہ ایک احتمال تو یہ ہے کہ جس وقت یہود، مسیح السلام کو قتل کرنے کے لیے اچانک آئے اس وقت ان لوگوں نے صحیح انجیل کو لے لیا پھر یا تو اس کو آگ میں جلا دیا یا پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ نیز وہ اس وقت تک دنیا میں پھیلی بھی نہیں تھی چونکہ اس کے نزول کا زمانہ قریب تھا اور حواریین اپنی قلت تعداد اور قلت اسباب کے ساتھ ساتھ ان پڑھ بھی تھے۔ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اس لیے اس کا کوئی دوسرا نسخہ بھی نہیں تھا۔ اور دوسرا یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اس وقت تک مدون اور مرتب نہیں ہوئی تھی اس لیے اس کے ساتھ چلی گئی جس پر نازل ہوئی۔ پھر اگر اشکال کیا جائے کہ اس پر عیسائیوں کا بغیر کتاب کے رہنا لازم آتا ہے تو پھر ان کو اہل کتاب کس طرح کہا جاتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ ان کو اہل کتاب کہنا اس اعتبار سے نہیں ہے کہ انجیل صحیح ان کے ہاتھوں میں ہے بلکہ اس اعتبار سے کہ لفظ ''کتاب'' اللہ کی طرف سے نازل شدہ کتاب کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ وہ عام ہے نازل شدہ اور غیر نازل شدہ سب کو شامل ہے جیسا کہ شیخ اسمٰعیل حقی نے اپنی تفسیر روح البیان میں سورۃ آل عمران میں اللہ کی قول ''قل یا اہل الکتاب لم تکفرون بآیات اللہ واللہ شہید علی ما تعملون'' کے ذیل میں لکھا ہے کہ ''اہل کتاب یہود و نصاریٰ ہیں ان کو اہل کتاب اس لیے کہا گیا ہے چونکہ ''کتاب'' نازل شدہ کتاب کے ساتھ خاص نہیں ہے لہٰذا ان کو اس کتاب کی طرف منسوب کر دیا گیا جو انھوں نے خود لکھی ہے۔ چاہے وہ روح الامین کے القاء سے ہو یا اپنے نفس کی طرف سے ہو۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ان کو اہل کتاب اس لیے کہا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ کتابوں پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں، برخلاف مشرکین کے جو اس کا بالکل انکار کرتے ہیں۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اپنی اس کتاب عزیز میں جس کو اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا، فرمایا "ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا۔ (اگر یہ قرآن غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے) اختلاف کو کذب علی اللہ کی دلیل قرار دیا گیا۔ اس لیے کہ جو چیز بھی اللہ کی طرف سے ہے نہ تو اس کے معانی مختلف ہیں اور نہ اس کے الفاظ مضطرب ہیں۔

چنانچہ اناجیل اربعہ کے چاروں مصنفین کے کذب واختلاف کے نصوص میں سے چند یہ ہیں۔

پہلا اختلاف

(۱) یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عیسیٰ علیہ السلام قال للحواریین فی اللیلۃ التی اخذتہ	عیسیٰ علیہ السلام نے اس رات میں جس میں یہود نے ان کو پکڑا حواریین سے کہا: میں تم کو

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) شیخ عبداللہ فرماتے ہیں کہ عیسائیوں نے اپنے گرجاؤں کی تواریخ میں ذکر کیا ہے کہ "دوسری اور تیسری صدی میں مذکورہ مصنفین کی طرف ان کتابوں کی نسبت کی صحت میں گرجاؤں کے درمیان اختلاف واقع ہوگیا۔ بعض نے ان کو ان کی طرف منسوب کیا اور بعض نے ان کی ان سے نفی کی۔ اس لیے کہ چالیس سے زائد جھوٹی کتابیں حواریین کے نام سے مشہور ہوگئی تھیں۔ اور ان کی طرف ان کی جھوٹی نسبت کردی گئی تھی۔ ان میں سے ہر ایک کو ان چاروں کی طرح انجیل کہا جاتا تھا۔ پھر ان لوگوں نے تنازع اور اختلاف کے بعد ان میں سے ان چاروں کو منتخب کرلیا اور باقی کو ترک کردیا اور جلا ڈالا، اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ان کتابوں کی نسبت نہ کرنے پر مزید یہ کہ جس طرح ان لوگوں نے مذکورہ مصنفین کی طرف ان کتابوں کی نسبت میں اختلاف کیا اسی طرح ان لوگوں نے اس میں بھی اختلاف کیا کہ وہ کس لغت اور زبان میں تالیف کی گئی ہیں۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ ان میں سے ہر ایک گروہ اپنی زبان میں ان کی تالیف کا دعویدار ہے۔ ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ یونانی زبانی میں تالیف کی گئی۔ کوئی کہتا ہے عبرانی زبانی میں۔ کوئی اور کہنے والا کہتا ہے سریانی زبان میں اور کوئی دوسرا مدعی کہتا ہے کہ عبرانی زبان کو سریانی زبان کے ساتھ ملا دی گئی ہے۔ مزید براں آپ دیکھیں گے ان کتابوں میں سے ہر ایک دوسرے کی اس کی روایات میں تکذیب کرتی ہے۔ اور اس کی بہت زیادہ اور بے شمار مخالفت کرتی ہے۔ جیسا کہ اہلِ دقت اور اصحاب ذکاوت کے نزدیک واضح ہے۔ یہ اور ان کے علاوہ دیگر امور اس بات پر شاہد ہیں کہ یہ کتابیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ نہیں ہیں اس لیے کہ اللہ کا کلام تناقض اور اختلاف سے پاک ہے۔

فيها اليهود الحق اقوله لكن ان واحدا منكم يخونني فقال له يوحنا يا سيّدى من يكون ذلك قال لهم عيسىٰ الذى نعطيه الخبز مصبغاً فى المرقه ثم اعطاه ليهود اسقريوط وهو الذى خانه ودل اليهود عليه. (انجيل يوحنا الفصل الثالث عشر)

حق بات کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک شخص میرے ساتھ خیانت کرے گا۔ یوحنا نے عرض کیا میرے آقا! وہ کون ہوگا؟ عیسیٰ نے فرمایا: جس کو ہم شوربا میں روٹی ڈبو کردیں گے۔ پھر انھوں نے وہ روٹی یہودا اسقریوط کو دی اور اس نے ان کے ساتھ خیانت کی اور ان کی طرف یہود کی رہبری کی۔ (انجیل یوحنا ۱۳ ویں فصل)

(۲) اور مارکوس نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عيسىٰ قال لهم ان الذى يصبغ خبزه معى فى القصعه هو الذى يخونني. (انجيل ماركوس الفصل الرابع عشر)

عیسیٰ علیہ السلام نے حواریین سے کہا کہ جو شخص اپنی روٹی میرے ساتھ پیالہ میں ڈبوئے گا وہی میرے ساتھ خیانت کرے گا۔ (انجیل مارکوس ۱۴ ویں فصل)

(۳) اور متا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عيسىٰ قال لهم ان الذى يصبغ خبزه معى فى صحفته هو الذى يخونني. (انجيل متا الفصل السادس و العشرين)

عیسیٰ علیہ السلام نے حواریین سے کہا کہ جو شخص اپنی روٹی میری ساتھ اپنے بڑے چوڑے پیالے میں ڈبوئے گا وہ میرے ساتھ خیانت کرے گا۔ (انجیل متا ۲۶ ویں فصل)

(۴) اور لوقا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عيسىٰ قال لهم ان الذى يخونني هو معى فى التلاميذ. (انجيل لوقا الفصل الثانى و العشرين)

عیسیٰ علیہ السلام نے حواریین سے کہا کہ جو شخص میرے ساتھ خیانت کرے گا وہ میرے ساتھ شاگردوں میں ہے۔ (انجیل لوقا ۲۲ ویں فصل)

چاروں مصنّفین کا یہ اختلاف ایک واضح اختلاف ہے۔ یہ قول عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے مختلف مجلسوں میں مکرر بھی نہیں ہوا کہ وہ یہ دعویٰ کریں کہ اس سلسلے میں عیسیٰ علیہ السلام کی عبارتیں مختلف ہیں۔ اور ان کے اقوال کے معنی بھی متحد نہیں ہیں کہ یہ تاویل

کی جائے کہ چاروں مصنفین میں سے ہر ایک نے عیسیٰ علیہ السلام کے قول کو اپنی عبارت میں تعبیر کیا ہے۔اور روایت بالمعنیٰ کی ہے۔ بلکہ یوحنا نے تو یہوداسقریوطہ کی تخصیص اور تعیین کردی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اسی کو شوربا میں روٹی ڈبو کر دی، اور باقی مصنفین کے اقوال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ خیانت کرنے والا متعین نہیں ہے بلکہ جو بھی عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کی پلیٹ میں شوربا میں روٹی ڈبوئے گا وہی خیانت کرے گا۔

دوسرا اختلاف

(۱) متا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عیسیٰ لما خرج من بلد جریکو (اریحا) ناداہ مکفوفان اثنان وقالا له یا ابن داؤد ارحمنا و انه فتح اعینهما هنالک.

(انجیل متا الفصل العشرین)

عیسیٰ علیہ السلام جب شہر اریحا سے نکلے تو دو اندھوں نے ان کو پکارا اور ان سے کہا اے داؤد کے بیٹے! ہم پر رحم کر، انھوں نے ان دونوں کی آنکھوں کو اس جگہ کھول دیا۔

(انجیل متا ۲۰ویں فصل)

(۲) اور مارکوس نے اپنی انجیل میں کہا:

انه لما خرج عیسیٰ من البلد المذکور ناداہ مکفوف واحد و قال یاعیسیٰ ارحمنی ففتح عینه. (انجیل مارکوس فی الفصل العاشر)

عیسیٰ علیہ السلام جب شہر مذکور سے نکلے تو ان کو ایک اندھے نے پکارا اور کہا اے عیسیٰ! مجھ پر رحم کر لہٰذا انھوں نے اس کی آنکھ کھول دی۔

(انجیل مارکوس ۱۰ویں فصل)

اور انجیل سے یہ بات معلوم ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس شہر سے صرف ایک مرتبہ گزرے ہیں۔لہٰذا یا تو دو اندھوں کے ہونے میں متا جھوٹا ہے یا ایک اندھا کے ہونے میں مارکوس جھوٹا ہے۔اس لیے کہ قصہ ایک ہی ہے۔

اور ان دونوں کا یہ اعتراف کہ اندھے نے عیسیٰ علیہ السلام کو پکارا اور ان سے کہا کہ ”اے داؤد کے بیٹے! اور ان کو بشر یعنی انسان کی طرف منسوب کیا“ عیسائیوں کے عقائد کی تکذیب کرتا ہے۔اس لیے کہ اندھے نے ان سے اے معبود اے معبود کے بیٹے!

اے مخلوقات کے خالق انہیں کہا جیسا کہ عیسائیوں کا گمان ہے۔ بلکہ ان سے "اے داؤد کے بیٹے! کہا اور ان کو انبیاء کرام میں سے ایک نبی کی طرف منسوب کیا تا کہ اس بات کی طرف اشارہ ہو جائے کہ ان کی ماں مریم علیہا السلام کا نسب اس پاک عنصر سے ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ اس لیے کہ مریم علیہا السلام، داؤد بن ایشا کی ذرّیت میں سے ہے جو یہود بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہم السلام کی اولاد میں سے تھا۔

تیسرا اختلاف

(۱) متا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عیسیٰ المسیح صلب معه لصان فكان يشتمانه في حالة الصلب حاشا.

(انجيل متا الفصل السابع و العشرين)

عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے ساتھ دو چور سولی دے گئے۔ وہ دونوں ان کو سولی کی حالت میں گالی دے رہے تھے۔ (نعوذ باللہ)

(انجیل متا ۲۷ویں فصل)

(۲) اور لوقا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان احد اللصين هو الذى استهزاء بعيسىٰ حشا وقال له' ان كنت المسيح حقا فخلص نفسک و خلصنا فزجره' الآخر وقال له' اما تخاف اللّه و ما تعلم ان الذى اصابه قد اصابک مثله و انت و انا نستحق ما فعل بنا وهو لايستحق. ثم قال للمسيح يا سيدى اذكرنى فى يوم مجيئک من ملكوتک فقال له المسيح اقول لک الحق انک تكون

دو چوروں میں سے ایک نے ہی (نعوذ باللہ) عیسیٰ علیہ السلام سے ٹھٹھا کیا اور ان سے کہا: اگر تو مسیح برحق ہے تو اپنے کو اور ہم کو نجات دے، اس پر دوسرے نے اس کو ڈانٹا اور اس سے کہا: کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا ہے؟ کیا تو نہیں جانتا ہے کہ جو مصیبت ان پر نازل ہوئی اسی جیسی مصیبت تم پر بھی نازل ہوئی ہے۔ تم اور میں اس سزا کے مستحق تھے جو ہمیں دی گئی۔ لیکن وہ مستحق نہیں تھے۔ پھر مسیح علیہ السلام سے کہا: میرے آقا! مجھ کو اس دن یاد کرنا جس میں آپ اپنی عزت اور قدرت سے آئیں گے،

معی ذلک الیوم فی جنة الفردوس. فرمایا میں تم کو سچ کہتا ہوں کہ تو اس دن میرے ساتھ جنت الفردوس میں ہوگا۔

(انجیل لوقا الفصل الثالث و العشرين) (انجیل لوقا ۲۳ویں فصل)

یہ اختلاف ظاہر ہے اس لیے کہ متا نے دونوں چوروں کے لیے جہنم کو لازم قرار دیا چونکہ دونوں نے مسیح علیہ السلام کو گالی دی، اور لوقا نے ایک کے لیے جنت کو ثابت کیا، حال یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کی سولی کے اصل واقعہ میں جھوٹ بولا اور کفر کیا۔

(۳) اور یوحنا جو مصلوب کی سولی کے وقت حاضر تھا اپنی انجیل میں کہا:

ان سارقین صلبا معه احدهما عن یمینه والآخر عن یساره. عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دو چوروں کو سولی دی گئی ان میں سے ایک آپؑ کی داہنی طرف اور دوسرا بائیں طرف تھا۔

(انجیل یوحنا الفصل التاسع عشر) (انجیل یوحنا ۱۹ویں فصل)

یوحنا نے یہ ذکر نہیں کیا کہ ان دونوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ کہا: اور یہ مکمل اختلاف اور گمراہ کرنا ہے۔

چوتھا اختلاف

(۱) متا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان المسیح رکب دابة و هو سائر لبیت المقدس مثل ما قال فیه بعض الانبیاء ترون لکم سلطانکم جاؤ کم علی دابة. مسیح علیہ السلام سواری کے ایک جانور پر سوار ہو کر بیت المقدس جا رہے تھے، جیسا کہ ان کے بارے میں بعض انبیاء نے کہا تھا کہ تم اپنے سامنے اپنے بادشاہ کو دیکھو گے وہ سواری کے جانور پر تمھارے پاس آئیں گے۔

(انجیل متا الفصل الحادی والعشرين) (انجیل متا ۲۱ویں فصل)

(۲) اور مارکوس نے اپنی انجیل میں کہا:

ان المسیح کان راکبا علی جحش ابن دابة (انجیل مارکوس الفصل لحادی عشر) مسیح علیہ السلام سواری کے جانور کے بچّہ پر سوار تھے۔ (انجیل مارکوس ۱۱ویں فصل)

مارکوس نے یہ ذکر نہیں کیا کہ آپؑ سواری کے جانور پر سوار ہوئے۔

(۳) اورلوقا نے اپنی انجیل میں کہا، جیسا متا نے کہا:

انه كان راكبا على دابة	مسیح سواری کے جانور پر سوار تھے
(انجيل لوقا الفصل التاسع عشر)	(انجیل لوقا ۱۹ ویں فصل)

(۴) اور یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

انه كان راكباً علىٰ الجحش ابن دابه مثل ما قال ماركوس.	عیسیٰ سواری کے جانور کے بچہ پر سوار تھے جیسے مارکوس نے کہا۔
(انجيل يوحنا الفصل الثاني عشر)	(انجیل یوحنا ۱۲ ویں فصل)

ان کے سر اختلاف اور اس کذب کو دیکھئے جو ان کے اس قول میں ظاہر ہے کہ ''عیسیٰ علیہ السلام سواری کے جانور کے بچہ پر سوار ہوئے'' اور انھوں نے اس کو اس کی کمسنی کی وجہ سے چھوٹا کہا اور جب سواری اتنی چھوٹی تھی تو پھر اس پر انسان کیسے سوار ہوسکتا ہے؟

پانچواں اختلاف

متا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان مريم زوجة زبد ايى جاءت الى المسيح و قالت لهٗ ان اولادى الاثنين يجلسان غدا معك فى ملكوتك احدهما عن يمينك و الآخر عن يسارك.	زبدآئی کی بیوی مریم، مسیح کے پاس آئی اور بولی کہ میرے دو لڑکے آپ کے ساتھ کل آپ کی بادشاہی میں بیٹھیں گے، ان میں سے ایک آپ کی داہنی طرف اور دوسرا آپ کی بائیں طرف۔
(انجيل متا الفصل العشرين)	(انجیل متا ۲۰ ویں فصل)

(۲) اور مارکوس نے اپنی انجیل میں کہا:

ان ولدى خالة عيسى وهى مريم امرأة زبدايى قالا لهٗ يا معلم نحب منك ان تنعم علينا بما نطلبك	عیسیٰ علیہ السلام کی خالہ یعنی زبدای کی بیوی مریم کے دو لڑکوں نے عیسیٰ سے کہا استاد! ہم آپ سے یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے اوپر وہ

فیہ فقال المسیح ای شی تریدان قالاله انعم علینا بان یجلس احدنا عـن یـمـیـنـک والآخـر عـن یسارک فی ملکوتک.

(انجیل مارکوس الفصل العاشر)

انعام کریں جو ہم آپ سے طلب کر رہے ہیں۔ مسیح علیہ السلام نے کہا تم دونوں کیا چاہتے ہو؟ دونوں نے کہا: آپ ہم پر یہ انعام کریں کہ ہم میں سے ایک آپ کی داہنی طرف اور دوسرا بائیں طرف آپ کی بادشاہی میں بیٹھیں۔

(انجیل مارکوس ۱۰ ویں فصل)

لوقا اور یوحنا نے اپنی انجیلوں میں دونوں لڑکوں اور ان کی ماں کے بارے میں ان قصوں میں سے کسی قصہ کا تذکرہ نہیں کیا، حالانکہ یوحنا ہمیشہ مسیح علیہ السلام کے ساتھ رہا اور ان کے آسمان پر تشریف لے جانے تک ان سے جدا نہیں ہوا۔

یہاں پھسپھسا اختلاف ہے اس لیے کہ متا نے کہا کہ "ماں نے عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی" اور مارکوس نے کہا کہ دونوں لڑکوں نے درخواست کی اور متا اور مارکوس کے دوسرے دو ساتھیوں نے قصہ کو سرے سے ذکر نہ کر کے ان دونوں کی مخالفت کر دی۔

چھٹا اختلاف

(۱) متا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان تلامیذ یحیٰ قالو اللمسیح لای شـی نـصـوم نـحـن و یـصـوم الـفـریـزیـون و تـلامـذک لایصومون. (انجیل متا الفصل التاسع)

یحیٰ کے شاگردوں نے مسیح علیہ السلام سے کہا: ہم اور فریسی کیوں روزہ رکھیں؟ جبکہ آپ کے شاگرد روزہ نہیں رکھتے ہیں۔

(انجیل متا ۹ ویں فصل)

(۲) اور مارکوس نے اپنی انجیل میں کہا:

ان الـکـتّـاب والـفـریـزیـون قـالـو الـلـمسیح لای شئی یصوم تلامیذ یـحـییٰ و تـلامـیـذک یـا کـلـون ویشربون ولایصومون.

(انجیل مارکوس، الفصل الثانی)

کاتبوں اور فریسیوں نے مسیح علیہ السلام سے کہا: یحیٰ کے شاگرد کیوں روزہ رکھیں گے؟ جبکہ آپ کے شاگرد کھاتے پیتے ہیں اور روزہ نہیں رکھتے ہیں۔

(انجیل مارکوس، دوسری فصل)

ساتواں اختلاف

(۱) متا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان یحیا یاکل الجراد والعسل. یحییٰ علیہ السلام ٹڈی اور شہد کھاتے تھے۔

(انجیل متا الفصل الثالث) (انجیل متا تیسری فصل)

(۲) متا نے خود اپنے اس قول کی مخالفت کی جو اس کی انجیل میں موجود ہے کہ:

ان عیسیٰ علیہ السلام قال للیھود جاء کم یحییٰ لایاکل ولایشرب فقلتم انہ مجنون و جاء ابن فیلیوس (معناہ ابن انسان یعنی نفسہ) یاکل ویشرب فقلتم ھذا انسان کبیر الجوف و یشرب الخمر. (انجیل متا الفصل الحادی عشر)

عیسیٰ علیہ السلام نے یہود سے کہا کہ تمھارے پاس یحییٰ آئے جو نہ کھاتے تھے اور نہ پیتے تھے تو تم نے کہا کہ وہ مجنون ہے۔ اور انسان کا بیٹا (عیسیٰ) آیا جو کھاتا ہے اور پیتا ہے تو تم نے کہا کہ اس انسان کا پیٹ بڑا ہے اور یہ شراب پیتا ہے۔ (انجیل متا ۱۱ویں فصل)

یہ اختلاف خود متا کے کلام میں ہے اس لیے کہ اس نے اپنی ایک نص میں یحییٰ علیہ السلام سے کھانے اور پینے کی نفی کی اور دوسری نص میں ان کے لیے ٹڈی اور شہد کو ثابت کیا۔ اور عیسائی اپنے خلاف اس صریح حجت سے غافل رہے۔ جو اپنے تئیں مسیح علیہ السلام کے قول میں موجود ہے کہ ''وہ ایک انسان کا بیٹا ہے کھاتا ہے اور پانی اور شراب پیتا ہے'' یہ ان کی طرف سے اس بات کا اعتراف ہے کہ وہ انسان ابن انسان ہیں۔ غذا اور کھانے پینے کے محتاج ہیں۔ اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں کے اس دعویٰ کی تکذیب کرتا ہے کہ ''وہ معبود ہیں'' اللہ رب العالمین ان کے کفر سے بالاتر ہے۔

آٹھواں اختلاف

(۱) یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان المسیح قال للیھود ان ابی مسیح علیہ السلام نے یہود سے کہا کہ میرے جس

الذي ارسلني هو يشدلي ولا سمع قط احد صوته ولا راه'.
(انجيل يوحنا الفصل الخامس)

باپ (مالک) نے مجھ کو بھیجا وہی میری مدد کرے گا۔ کسی نے کبھی نہ اس کی آواز سنی اور نہ کبھی اس کو دیکھا۔ (انجیل یوحنا ۵ ویں فصل)

یہ کلام صحت کے اعتبار سے مسیح علیہ السلام کے قول کے قریب ہے۔

(۲) پھر متا نے لفظاً اور معناً کفر صریح کے ذریعہ اس کی مخالفت کی اور کہا:

ان المسيح طلع علىٰ جبل طابور و معه بتر و جاقموا و يوحنا الحواريون فلما استقروا فوق الجبل اذا بوجه المسيح يضيئ كانه الشمس فما قدروا ينظرون اليه و سمعوا صوت الاب من السماء يقول هذا ولدي الذي اصطفيته لنفسي اسمعوا منه و آمنوا به. (انجيل متا الفصل السابع عشر)

مسیح علیہ السلام کوہ طابور پر چڑھے۔ آپ کے ساتھ پتر، جاقموا اور یوحنا حواریین تھے۔ جب یہ لوگ پہاڑ کے اوپر ٹھہرے تو یکایک انھوں نے مسیح علیہ السلام کے چہرہ کو دیکھا کہ وہ چمک رہا ہے جیسے سورج، لہٰذا وہ لوگ اس کو دیکھ نہیں سکے اور ان لوگوں نے آسمان سے باپ کی آواز سنی جو کہہ رہے تھے "یہ میرا لڑکا ہے جس کو میں نے اپنے لیے چنا اس کی بات سنو اور اس پر ایمان لاؤ" (انجیل متا ۱۷ ویں فصل)

(۳) مارکوس نے بھی اپنی انجیل کی نویں فصل میں یہی بات کہی:

(۴) اور یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان المسيح قال للحواريين انتم ابي رأيتموه فقال له فليبو الحواري يا سيدي كيف رائينا الاب فقال المسيح يا فليبو الي معكم كثير و عرفتموني يا فليبو من رائني فقد رأني ابي.
(انجيل يوحنا الفصل الرابع عشر)

مسیح علیہ السلام نے حواریین سے کہا: تم لوگوں نے میرے باپ کو دیکھا، فلیبو حواری نے کہا: میرے آقا! کس طرح ہم نے باپ کو دیکھا؟ مسیح نے کہا: فلیبو! میں تمھارے ساتھ بہت زیادہ رہا اور تم نے مجھ کو پہچانا۔ فلیبو! جس نے مجھ کو دیکھا اس نے میرے باپ کو دیکھا۔
(انجیل یوحنا ۱۴ ویں فصل)

یہ واضح اختلاف اور قبیح کفر ہے۔ ایک اختلاف تو خود یوحنا کے دو متضاد اقوال میں

ہے اس کا ایک قول تو یہ ہے کہ "کسی نے کبھی اس کو نہیں دیکھا" اور دوسرا قول یہ ہے کہ "تم لوگوں نے میرے باپ کو دیکھا" اور دوسرا اختلاف یوحنا اور متا کے درمیان ہے کہ یوحنا نے کہا کہ "کسی نے اس کی آواز نہیں سنی" اور متا نے کہا کہ "تینوں (پطرس، جاقوا اور یوحنا) نے باپ کی آواز سنی۔" اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے قول سے بالاتر ہے۔ اور اس بات سے پاک ہے کہ وہ اپنی مخلوقات کو اپنا کلام سنائے۔ اور بیوی، بچے سے بھی منزہ ہے۔ لہٰذا وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیسے یہ گواہی دے سکتا ہے کہ وہ اُس کا بیٹا ہے۔ بلکہ یہ عیسائیوں کا بہتان، اور اللہ اور اس کے رسول عیسیٰ علیہ السلام پر کذب کا جرأت مندانہ اقدام ہے۔ اور ان تمام جھوٹی باتوں سے عیسائیوں کا مقصود مسیح علیہ السلام کی معبودیت اور ان کے اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہونے کے بارے میں اپنے عقائد کی ترویج و اشاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بلند وبالا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی عظیم قدرت اور غالب حکمت کے ذریعہ تناقض اور اور لفظی ومعنوی اختلاف میں ڈال دیا۔

○○

ساتواں باب

وہ کذب جو عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا

عیسائیوں نے بہت ساری جھوٹی باتیں عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام ان کے تمام اقوال اور عقائد سے بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کے چند جھوٹ ہم یہاں نقل کر رہے ہیں۔

پہلا جھوٹ

لوقا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عیسیٰ قال للحواريين ان الشيطان اراد فساد يقينكم ثم قال لپطروا منهم انا ارغب من ابى لايجعل للشيطان سبيلاً على فساد يقينك ثم پطروا هذا كفر بعيسىٰ و ارتد عن دينه بعد ايام قليلة من اخبار عيسىٰ له بان الشيطان لاسبيل له على فساد يقينه و ان تلاميذ عيسىٰ لم يكفر احد منهم الاپطروا هذا.

(انجيل لوقا الفصل الثاني والعشرين)

عیسیٰ علیہ السلام نے حواریین سے کہا کہ شیطان نے تمھارے یقین کو خراب کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر ان میں سے پطروا حواری سے کہا کہ "میں اپنے باپ سے دعاء کرتا ہوں کہ وہ شیطان کو تمھارا یقین خراب کرنے کی کوئی راہ نہ دے۔ پھر اس پطروا نے عیسیٰ کے ساتھ کفر کیا اور عیسیٰ کے اس کو یہ خبر دینے کے کچھ دن بعد کہ شیطان کو اس کا یقین خراب کرنے پر کوئی راہ نہیں ہے وہ اپنے دین سے مرتد ہوگیا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کے تلامذہ میں سے اس پطروا کے علاوہ کسی نے کفر اختیار نہیں کیا۔ (انجیل لوقا ۲۲ ویں فصل)

اِن محروموں کا اُن باتوں میں تناقض دیکھیے جن کو یہ لوگ ایک ایسے شخص کے بارے میں نقل کررہے ہیں جن کے بارے میں ان کا اعتقاد ہے کہ وہ نبی معصوم، معبود اورابن معبود بھی ہیں، نعوذ باللہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے ایک شاگرد کے بارے میں یہ خبر دے کہ انھوں نے اللہ سے یہ سوال کیا کہ وہ شیطان کو اس کا یقین خراب کرنے کی راہ نہ دے۔ پھر عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ نے اس دعاء کو جس شاگرد کے ساتھ خاص کیا وہی کافر اور مرتد ہوا اور تمام شاگردوں کو چھوڑ کر اسی کے دین اور یقین کو شیطان نے خراب کیا۔ کیا اس تناقض اور انبیاء پر کذب کی تجویز کے کفر اور ان کی خبروں میں تخلف کے وقوع سے کوئی نابلد رہ سکتا ہے؟ یہ سب عیسائیوں کی طرف سے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف صریح جھوٹی باتوں کی نسبت ہے۔

دوسرا جھوٹ

یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان المسیح قال للیهود حقا اقول لكم ان الابن لايقدر ان يعمل او يصنع الاما رأى اباه يصنع.	مسیح نے یہود سے کہا: میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بیٹا کچھ کرنے پر قدرت نہیں رکھتا ہے مگر صرف وہی جو اس نے اپنے باپ کو کرتے ہوئے دیکھا۔
(انجیل یوحنا الفصل الخامس)	(انجیل یوحنا پانچویں فصل)

یہ بات تو یقینی طور پر معلوم ہے کہ مسیح علیہ السلام نے کھایا اور پیا حالانکہ اس نے اپنے باپ کو ان میں سے ایک بھی کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا اس لیے کہ وہ تو تنہا پاک اور بے نیاز ہے اس کے سواء کوئی معبود نہیں ہے۔ اور یوحنا کے تینوں ساتھیوں نے ان میں سے ایک بات بھی بالکل نہیں کہی۔

تیسرا جھوٹ

یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عیسیٰ علیه السلام تضرع الی اللّٰه قبل موته حاشا وقال الهي انا اعلم انک دائما تستجيب لي	عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی موت سے پہلے اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی سے دعاء کی اور کہا: میرے معبود! میں جانتا ہوں کہ تو ہمیشہ میری دعاء کو

فاسئلك ان تنجي تلا ميذي من كل شي في الدنيا و الآخرة.
(انجيل يوحنا الفصل السابع عشر)

قبول کرتا ہے لہٰذا میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو میرے شاگردوں کو دنیا و آخرت میں ہر چیز سے نجات دے۔ (انجیل یوحنا ۱۷ویں فصل)

تمام علماء نصاریٰ سے نقل تواتر کے ساتھ یہ بات معلوم ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اکثر تلامذہ تلوار سے قتل ہو کر مرے۔ پھر بعض کو سولی دی گئی اور بعض کی کھال کھینچی گئی اور مختلف قسم کے عذاب دیئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ اس بات سے پاک ہے کہ اس سے اس کے رسول عیسیٰ علیہ السلام یہ سوال کریں کہ وہ ان کے شاگردوں کو دنیا و آخرت میں ہر چیز سے نجات دے پھران کو یہ مصیبت اور بری موت لاحق ہو۔

پس یوحنا نے مسیح علیہ السلام کی طرف جھوٹی بات منسوب کی اور اس کے تینوں ساتھیوں نے اس سلسلے میں بالکل کوئی بات نہیں کہی۔

چوتھا جھوٹ

یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عيسىٰ عليه السلام قال لولا انى اتيت من المعجزات بما لم يوت به احد قبلي ما كانت لهم ذنوب بقلة ايمانهم بي.
(انجيل يوحنا الفصل الخامس عشر)

عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر میں اتنے معجزات لے کر نہیں آتا جتنے مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دیے گئے تو مجھ پر قلت ایمان کی وجہ سے لوگوں کو گناہ نہیں ہوتے۔ (انجیل یوحنا ۱۵ویں فصل)

عیسیٰ علیہ السلام اس بات سے پاک ہیں اس لیے کہ وہ یقیناً جانتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام بہت زیادہ اور بڑے معجزات لے کر آئے اسی طرح الیسع علیہ السلام بھی جو عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے تھے اور ان دونوں نے مردے کو زندہ کیا۔ اور الیسع علیہ السلام نے ابرص کو اچھا کیا جسے عیسیٰ علیہ السلام نے اچھا کیا، لہٰذا عیسائی کیسے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے یہ کہا کہ میں اتنے معجزات لے کر آیا جتنے لے کر مجھ سے پہلے کوئی نہیں آیا، بلکہ اس سلسلے میں یوحنا نے جھوٹ بولا اور اس کے تینوں ساتھیوں نے اس میں سے کچھ نقل نہیں کیا۔

پانچواں جھوٹ

(۱) مارکوس نے اپنی انجیل میں کہا:

ان المسیح قال من ترک لوجھی داراً او جنانا او غیر ذلک فانه یاخذ قدر ماترک مأة مرة فی الدنیا و فی الآخرة الجنة۔

(انجیل مارکوس الفصل العاشر)

مسیح علیہ السلام نے کہا جس نے میری رضا مندی کے لیے گھر یا باغ یا اس کے علاوہ کچھ چھوڑا وہ اپنی چھوڑی ہوئی چیز کے بقدر ایک سو مرتبہ دنیا میں لے گا اور آخرت میں جنت ہے۔

(انجیل مارکوس ۱۰ویں فصل)

(۲) اور متا نے اپنی انجیل میں کہا:

انه یاخذ قدر ماترک مائة مرة.

(انجیل متا الفصل التاسع عشر)

وہ شخص اپنی چھوڑی ہوئی چیز کے بقدر ایک سو مرتبہ لے گا۔ (انجیل متا ۱۹ویں فصل)

متا نے دنیا کا ذکر نہیں کیا۔

(۳) اور لوقا نے اپنی انجیل میں کہا:

انه یاخذ ازید مما ترک فی الدنیا والجنة. (انجیل لوقا الفصل الثامن عشر)

وہ شخص اپنی چھوڑی ہوئی چیز سے زیادہ دنیا اور جنت میں لے گا۔ (انجیل لوقا ۱۸ویں فصل)

یوحنا نے ان میں سے کسی چیز کا تذکرہ نہیں کیا۔ اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں صریح جھوٹ ہے اس لیے کہ بہت سے لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر گھر، باغ اور تجارت چھوڑے لیکن ان لوگوں نے دنیا میں اپنی چھوڑی ہوئی چیزوں کے بقدر نہ تو سو مرتبہ لیا اور نہ اس کے قریب، پس عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بات نہیں کہی بلکہ ان لوگوں نے ان کے بارے میں جھوٹ کہا:

چھٹا جھوٹ

متا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان الفریزیین قالوا للمسیح هل یحل للانسان ان یطلق امرأته علی

فریسیوں نے مسیح علیہ السلام سے کہا: کیا انسان کے لیے حلال ہے کہ وہ اپنی بیوی کو معمولی مسئلہ

افل مسئلة فقال لهم اما قرأتم فی التوراة ان الذی خلق الذکر و الانثیٰ قال من اجل المرأة یترک الانسان اباه و امه و یجتمع بزوجته و یکونان لحمة واحدة. (انجیل متا الفصل التاسع عشر)	پر طلاق دے دے؟ تو کہا کہ کیا تم لوگوں نے توریت میں نہیں پڑھا کہ "جس نے مذکر اور مونث کو پیدا کیا اس نے کہا کہ عورت کی وجہ سے انسان اپنے ماں باپ کو چھوڑ دیتا ہے اور اپنی بیوی کے ساتھ اکٹھا رہتا ہے اور دونوں ایک جسم ہو جاتے ہیں۔ (انجیل متا اُنیسویں فصل)

عیسیٰ علیہ السلام اس سے پاک ہیں کہ وہ اس بات کو توریت کی طرف منسوب کریں۔ اس لیے کہ وہ توریت اور انجیل کے حافظ تھے۔ وہ وہی بات کہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے توریت و انجیل میں کہا ہے۔ بلکہ متا نے اس قول کو غلط ان کی طرف منسوب کیا ہے۔ متا کے تینوں ساتھیوں نے یہ بات نہیں کہی۔

ساتواں جھوٹ

یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عیسیٰ علیہ السلام قال ما یصعد الی السماء الا ما ھبط منها. (انجیل یوحنا الفصل الثالث)	عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: آسمان پر وہی چڑھ سکتا ہے جو اس سے اترا ہے۔ (انجیل یوحنا تیسری فصل)

یہ باطل اور عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کذب کی نسبت اور ان پر بہتان ہے۔ اس لیے کہ توریت میں ہے کہ ادریس اور الیاس علیہما السلام آسمان پر تشریف لے گئے حالانکہ وہ دونوں آسمان سے زمین پر نہیں اترے تھے۔ اور ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شب معراج میں آسمان پر تشریف لے گئے تھے حالانکہ آپ آسمان سے نہیں اترے تھے لہٰذا اس سلسلے میں عیسیٰ علیہ السلام پر یوحنا کا افتراء اور بہتان ثابت ہو گیا۔

اگر کوئی عیسائی یہ کہے کہ قولِ مذکور سے عیسیٰؑ کی مراد رُوحوں کا آسمان پر جانا ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ یہ توریت اور انجیل کے مخالف ہے اس لیے کہ ان دونوں کتابوں میں ہے کہ جو انبیاء آسمان پر تشریف لے گئے وہ اپنی روحوں کے ساتھ تشریف لے گئے ہیں۔ جیسے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جسد اور روح کے ساتھ تشریف لے گئے تھے۔

آٹھواں جھوٹ:

متّا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عیسیٰ علیہ السلام اخذہ الجوع وھو یمشی الی الحواریین فرائی شجرۃ تین قرب محجۃ الطریق فقصدھا لیاکل منھا فما وجد فیھا ثمرۃ فدعا علیھا فیبست من ساعتھا.	عیسیٰ علیہ السلام کو بھوک محسوس ہوئی وہ حواریین کے پاس جا رہے تھے درمیان راستہ کے قریب انھوں نے انجیر کا درخت دیکھا چنانچہ اس میں سے کھانے کیلئے انھوں نے اس کا قصد کیا تو اس میں ایک بھی پھل نہیں پایا لہٰذا انھوں نے اس کو بددعاء دی اور وہ اسی وقت خشک ہوگیا۔
(انجیل متا الفصل الحادی و العشرین)	(انجیل متا ۲۱ویں فصل)

مارکوس نے اپنی انجیل کی ۱۱ویں فصل میں اس جز کو نقل کیا اور اس میں یہ اضافہ کیا کہ انہ لم یکن فصل التین (وہ انجیر کا موسم نہیں تھا)

دیکھئے ان لوگوں نے کس طرح اللہ کے نبی کی طرف یہ بات منسوب کی کہ وہ غیر موسم میں لوگوں کے درخت سے انجیر تلاش کر رہے تھے۔ ایسا کام بچے اور پاگل بھی نہیں کرتے ہیں۔

پھر ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ "عیسیٰ نے درخت پر بددعاء کی اور وہ خشک ہوگیا" حالانکہ درخت کا کوئی گناہ ایسا نہیں تھا جس کی وجہ سے وہ سزا کا مستحق ہوتا۔

پھر یہ کہ وہ درخت یا تو کسی مالک کی ملک تھا یا ہر راہ گزر کے لیئے مباح تھا۔ اگر وہ کسی مالک کی ملک تھا تو عیسیٰ علیہ السلام اپنے زہد اور تقویٰ کی وجہ سے مالک کی اجازت کے بغیر طلب اکل کے لیے اس کے پاس نہیں آسکتے۔ اور اگر وہ ہر انسان کے لیے مباح تھا تو وہ اس کے لیے خشکی کی بددعاء نہیں کر سکتے تھے۔ تاکہ اس سے تمام لوگوں کی منفعت منقطع نہ ہو جائے۔ اس لیے کہ ان کو اور تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی منفعت اور ان کی مصلحت کے لیے پیدا کیا تھا نہ کہ اس کے خلاف کسی مقصد کیلئے۔ لہٰذا اس معاملہ میں متا اور مارکوس کا کذب ظاہر ہوگیا جو انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا۔

○○

آٹھواں باب

وہ امور جن کو عیسائی، مسلمانوں کے لئے معیوب قرار دیتے ہیں

(۱) نکاح:

عیسائی جن امور کو مسلمانوں کے لیے معیوب قرار دیتے ہیں ان میں سے ایک نکاح ہے۔ مسلمانوں میں سے صلحاء اور اولیاء نکاح کرتے ہیں۔ برخلاف عیسائیوں کے پادریوں کے، وہ نکاح نہیں کرتے ہیں۔ عیسائیوں سے کہا جائے گا کہ تم لوگ اپنے دین و مذہب میں اس بات پر متفق ہو کہ داؤد علیہ السلام نبی اور بادشاہ تھے۔ اور نبی کا مقام ہمارے اور تمہارے اجماع سے ولی کے مرتبہ سے اعلیٰ ہے۔ اور توریت میں ہے کہ داؤد علیہ السلام نے سو عورتوں سے نکاح کیا جن سے پچاس سے زائد مذکر اور مؤنث اولاد پیدا ہوئی۔ اور سلیمان علیہ السلام نے جیسا کہ توریت میں ہے ایک ہزار عورتوں سے نکاح کیا اور تمہارا اعتقاد ہے کہ توریت کتاب برحق ہے جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام نے نکاح کیے اور ہر ایک کی اولاد ہوئیں۔ سوائے عیسیٰ اور یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے ان دونوں نے نکاح نہیں کیے۔ اور توریت میں ہے کہ "مرد کے لیے حلال ہے کہ وہ اتنی عورتوں سے نکاح کرے جتنی کے نفقہ اور کسوہ پر وہ قادر ہے۔ لیکن عیسائیو! تم نے اس حکم خداوندی کے مطابق نکاح کی اجازت نہیں دی جو اللہ نے توریت اور انجیل میں مشروع کیا۔ اور اس سلسلے میں تم نے اس پاؤلس کا قول اختیار کیا جس کے بارے میں تمہارے متقدمین کا یہ گمان تھا کہ وہ ولی کی درجہ میں ہے۔

اور پاؤلس ہی نے تم کو حکم دیا کہ کوئی مرد ایک عورت سے زیادہ سے نکاح نہ کرے جب اس کا انتقال ہو جائے تو اس کے بدلہ میں دوسری سے یکے بعد دیگر تین تک نکاح کر سکتا ہے۔ نیز اس نے تم کو یہ بھی حکم دیا کہ پادری صرف ایک کنواری لڑکی سے نکاح کرے۔ بیوہ سے نہیں، اور جب اس کی عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کے لیے دوسرا نکاح حرام ہے۔ لہٰذا یہ واضح ہو گیا کہ نکاح کے معاملہ میں تمھارا دین بطلان پر ہے اور تمھارے بیوقوف اور جاہل عوام اس سلسلے میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور اولیاء مسلمین کے لیے ان کے فعل نکاح کو معیوب قرار دیتے ہیں۔ لیکن تمھارے علماء یہ جانتے ہیں کہ یہ حلال ہے اور کتابوں میں منصوص ومصرح ہے۔ اہل اسلام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے ذریعہ احسان فرمایا جو سیدھا، اور آسان ہے جس میں ان پر کوئی مشقت نہیں ہے۔ اور ان سے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "نکاح کرو اور اولاد پیدا کرو" تنا کحوا تناسلوا (الحدیث) لہٰذا مسلمانوں کو آپس میں نکاح کرنے اور اولاد پیدا کرنے میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو بجالانے کی وجہ سے اجر وثواب ملتا ہے۔

(۲) ختنہ

عیسائی جن امور کو مسلمانوں کے لیے معیوب سمجھتے ہیں ان میں سے ایک ختنہ شدہ ہونا ہے۔

عیسائیوں سے کہا جائے گا کہ تمھارے نزدیک انجیل میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ختنہ شدہ تھے اور ان کے ختنہ کا دن تمھارے نزدیک سب سے بڑی عیدوں میں سے ہے۔ لہٰذا تم لوگ مسلمانوں پر کیوں عیب لگاتے ہو؟ کیا تم اپنے نبی کے حکم کی تعظیم نہیں کرتے ہو؟ پھر تمھارا عقیدہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام ختنہ شدہ تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو ختنہ کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ توریت میں ہے۔ لہٰذا عیب تمھارے پاس ہے اور گناہ تمھارے اوپر ہے۔ اس لیے کہ ختنہ میں تم نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑا اور تمام انبیاء کی مخالفت کی پھر اس کو معیوب قرار دیا۔ اور جس نے بھی شریعت میں انبیاء کے فعل کو معیوب قرار دیا اس نے اللہ اور اس کے انبیاء علیہم السلام کے

کر دیا۔ ایک عرصہ کے بعد ان دونوں کے خدام بہترین لباس، سواری اور خدام کے ساتھ گزرے تو ان دونوں کو اپنی فوت شدہ دنیوی نعمتوں پر حسرت اور ندامت ہوئی۔ اور شدت سے ہوئی جوان (یوحنا) اس کو سمجھ گئے اور ان دونوں سے کہا: تم دونوں اپنی فوت شدہ دنیوی نعمتوں پر نادم اور غمگین ہو؟ دونوں نے کہا: ہاں، ہم کو اس سے صبر نہیں ہوا۔ جوان نے دونوں سے کہا: جاؤ اور میرے پاس وادی کے پتھر لے کر آؤ۔ دونوں لے آئے۔ جوان نے ان پتھروں کو اپنے کپڑے کے نیچے داخل کیا پھر نکالا تو سب پتھر عمدہ یاقوت میں تبدیل ہو چکے تھے۔ جوان نے ان سے کہا بازار جاؤ اور ان کو بیچ کر ان کی قیمت سے اس سے زیادہ نعمت خریدلو جو تمھارے پاس تھیں، لیکن تم دونوں کا جنت میں کوئی حصہ نہیں ہے اس لیے کہ تم دونوں نے اپنا جنت کا حصہ اس فانی دنیا کے بدلے میں بیچ دیا۔ اسی اثنا میں اچانک کچھ لوگ ایک میت لے کر آئے اور جوان مذکور سے درخواست کی کہ وہ اس کو زندہ کر دے۔ جوان نے کہا: میت! اللہ کے حکم سے اٹھ جاؤ! میت اٹھ گئی، اس سے جوان نے کہا: ان دونوں آدمیوں کو بتا دو کہ جنت کی کون سی نعمت ان دونوں سے فوت ہوگئی؟ ان دونوں سے میت نے کہا: تم دونوں کے لیے جنت میں ۸ رنگ کے یاقوت سے بنے ہوئے محلات تھے۔ ان میں سے ہر محل کی لمبائی اتنی اتنی تھی۔ جب دونوں جوان نے یہ سنا تو دونوں نے توبہ کی، ہر چیز کو ترک کر دیا اور دین عیسیٰ پر جوان (یوحنا) کی پیروی کی۔ یہاں تک کہ ان دونوں کو یقین (موت) آ گیا۔"

تمھاری کتاب مذکور میں یہ بھی ہے کہ

فلاریا جو تمھارے نزدیک صالحین، قدسیین اور بڑوں میں سے ہیں فرشتے روزانہ اُن کے پاس جنت کے کھانے سونے کی طشتریوں میں لاتے تھے۔ ان پر ریشم کے رومال پڑے ہوتے تھے اور رومال کے اوپر مختلف رنگ کی کلیاں ہوتی تھی۔"

لہذا تم لوگ کیسے انکار کرتے ہو اور کہتے ہو کہ جنت میں سونے کے سامان، ریشم کے کپڑے اور کھانے نہیں ہوں گے۔ یہ قصہ تمھارے خلاف حجت ہے علاوہ ان قصوں کے جو کتب نبویہ نے اس سلسلے میں نقل کیے ہیں اور ان کی صحت پر تمام مذہبی عقلاء متفق ہیں۔ لیکن تم لوگ جاہل قوم ہو۔

نیز کتاب مذکور میں سنتوں کے قصہ میں ہے کہ:

"فرشتے اس کے پاس روزانہ اہل جنت کے مختلف قسم کے کھانوں میں سے اتنا لاتے تھے جو اس کو صبح و شام کافی ہوتے تھے۔ ایک دن اُس کے پاس عیسائیوں کے ایک صالح، مقبول عند اللہ اور بزرگ شخص آئے جو پاؤلس سے مشہور تھے۔ فرشتے اس دن اُس کے پاس اور دنوں کے بہ نسبت کئی گنا زیادہ جنت کے کھانے سونے کے برتنوں میں لے کر آئے اور ان پر ریشم کے رومال تھے۔"

عیسائیوں کی کتابوں میں اس قسم کے واقعات بہت زیادہ ہیں لیکن تطویل کے خوف سے میں نے ان کو ترک کر دیا۔

(۵) اپنا نام انبیاء علیہم السلام کے نام رکھنا:

عیسائی جن امور کو مسلمانوں کے لیے معیوب قرار دیتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمان اپنے نام انبیاء علیہم السلام کے نام رکھتے ہیں۔

عیسائیوں سے کہا جائے گا کہ اس کو تم ہمارے لیے عیب کیوں قرار دیتے ہو؟ ہم نے تو از راہِ تبرک اپنے نام انبیاء کے نام رکھے جبکہ انبیاء علیہم السلام بھی نوع انسانی میں سے ہیں۔ تم خود کو عیب کیوں نہیں لگاتے ہو؟ چونکہ تم نے تو اپنے نام فرشتوں کے نام رکھے ہیں۔ جیسے جبرئیل، میکائل، میخائل اور مخوریل عیسائیوں کے پاس اس کا قطعاً کوئی جواب نہیں ہے۔ و باللہ التوفیق۔

○○

اسمٰعیل سے ہیں۔ آپؐ ایسی شریعت لے کر تشریف لائے جو تمام شریعتوں کے لیے ناسخ ہے۔ جس شریعت پر مختلف امتوں اور قوموں نے آپ کی اتباع اور پیروی کی۔ لہٰذا اس حیثیت سے آپ موسیٰ علیہ السلام کے مثل ہوئے بلکہ اُن سے اور تمام انبیاء ورسل سے افضل۔

(۳) ان الرب تعالیٰ اقبل من طور سنا وطلع الینا من ساعیر وظھر من جبال فاران ان رایات القدیسین معه و عن یمینه. (التوراة، الکتاب الخامس، الفصل الثالث و الثلاثین)

رب تعالیٰ کوہ طور سنا سے آئے اور ہمارے سامنے کوہ ساعیر سے طلوع ہوئے اور کوہِ فاراں سے ظاہر ہوئے اللہ کے مقبول بندوں کے جھنڈے آپؐ کے ساتھ اور آپؐ کی داہنی طرف ہے۔ (تواریت، پانچویں کتاب، ۳۳ویں فصل)

''کوہِ طور سنا سے اللہ تعالیٰ کے آنے'' سے مراد ہے۔ کوہِ طور سنا پر موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی توحید کا ظہور۔ اور ''کوہ ساعیر (ملک شام میں ایک پہاڑ) سے اللہ تعالیٰ کے طلوع ہونے'' سے مراد ہے، دین عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور۔ اور کوہِ فاراں سے اللہ تعالیٰ کے ظاہر ہونے'' سے مراد ہے دین اسلام کا ظہور جس کی وحی اللہ تعالیٰ نے مکہ اور حجاز میں ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی۔ اور اللہ کے مقبول بندوں سے مراد ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں۔ اس لیے کہ وہی حضرات آپ کے ساتھ اور آپؐ کی داہنی طرف تھے آپؐ سے کبھی جدا نہیں ہوئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اناجیل اربعہ سے ثبوت

(۱) ان عیسی علیه السلام قال للحواریین حین رفع الی السماء انی اذھب الی ابی وابیکم و الھی و الھکم وابشرکم بنبی یاتی من بعدی اسمه یارقلیط. (الاناجیل الاربعه)

عیسیٰ علیہ السلام جس وقت آسمان کی طرف اٹھائے گئے حواریین سے کہا: میں اپنے اور تمھارے مالک اور اپنے اور تمھارے معبود کے پاس جارہا ہوں اور تم کو ایک ایسے نبی کی بشارت دے رہا ہوں جو میرے بعد آئیں گے اس کا نام ''پارقلیط'' ہے۔ (اناجیل اربعہ)

''پارقلیط'' یہ اسم شریف یونانی زبان کا لفظ ہے۔ عربی زبان میں اس کی تفسیر ''احمد'' ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں فرمایا ''ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد'' (ایک ایسے رسول کی بشارت دینے والا جو میرے بعد آئیں گے ان کا نام احمد ہے) لاطینی زبان کی انجیل میں ''پاراکلتس'' ہے۔ اور یہی معزز اور متبرک نام میرے اسلام لانے کا سبب ہے۔

(۲) یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عیسیٰ علیه السلام قال البارقلیط هو الذی یرسله ابی فی آخر الزمان وهو یعلمکم کل شی.

عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: پارقلیط وہی ہے جن کو میرے مالک اخیر زمانہ میں بھیجیں گے وہ تم کو ہر چیز سکھائیں گے۔

(انجیل یوحنا الفصل الرابع عشر) (انجیل یوحنا ۱۴ ویں فصل)

پارقلیط ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں انھوں نے ہی لوگوں کو ہر چیز اس قرآن عظیم کے ذریعہ سکھائی جس کی اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی جس میں اولین اور آخرین کے علوم ہیں۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو نہیں چھوڑا۔ اور مسیح علیہ السلام کے بعد، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی نبی مرسل اس صفت کے ساتھ ظاہر نہیں ہوئے۔ لہٰذا اس بشارت عظیمہ سے وہی مراد ہیں۔

(۳) یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان المسیح قال البارقلیط الذی یرسله ابی من بعدی ما یقول من تلقای نفسه شیئا ولکن یناجیکم بالحق کله ویخبرکم بالحوادث والغیوب.

مسیح علیہ السلام نے کہا: پارقلیط جن کو میرے مالک میرے بعد بھیجیں گے وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہیں گے لیکن وہ تم سے مکمل حق بات کہیں گے اور حوادث اور غیوب کی تم کو خبر دیں گے۔

(انجیل یوحنا الفصل السادس عشر) (انجیل یوحنا ۱۶ ویں فصل)

یہ اخبار متواترہ سے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے۔ اس کا انکار وہی کرے گا جو محروم اور اللہ تعالیٰ کے ابواب رحمت دھتکارا ہوا ہے۔ بغیر وحی آئے اپنی

خواہش نفس سے آپ کے کچھ نہ بولنے پر اللہ تعالیٰ نے شہادت دی ہے اس لیے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ.** (اپنی خواہش سے آپ نہیں بولتے ہیں وہ تو وحی ہے جو آپ کے پاس بھیجی جاتی ہے) اور رہا آپ کا حوادث اور غیوب کی خبر دینا تو یہ ایک وسیع باب ہے جس میں بہت سی کتابیں تالیف کی گئی ہیں۔ وہ ایک سمندر ہے جس کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ سید امام فقیہ حجۃ الاسلام ابوالفضل قاضی عیاض (متوفی ۵۴۴ھ مراکش) کی کتاب میں تشفی بخش اور اہل عقل کے لیے قابل اعتبار بحث ہے۔

انبیاء سابقین کی کتابوں سے ثبوت

(۱) داؤد علیہ السلام نے زبور میں فرمایا:

انه یملک من البحر الی البحر من لدی الانهار الی مقطع الارض و تاتیه ملوک الیمن و الجزائر بالهدایا ویسجد له' الملوک و تدین له الطاعة و الانقیاد و یصلی علیه فی کل وقت ویبارک فی کل یوم و تنور انواره من المدینه و یدوم ذکره الی ابدا الابد و اسمه موجود قبل وجود الشمس. (الزبور الفصل الثانی والسبعین)

وہ سمندر سے سمندر تک اور نہروں کے پاس سے زمین کی انتہاء تک کے مالک ہوں گے ان کے پاس یمن اور جزائر کے بادشاہ ہدیے لے کر آئیں گے ان کو بادشاہ سجدہ کریں گے ان کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے گی۔ ان پر ہر وقت رحمت نازل ہوگی، روزانہ برکت دی جائے گی۔ ان کی روشنیاں مدینہ سے روشن ہوں گی۔ ان کا ذکر ہمیشہ تک دائمی رہے گا اور ان کا نام سورج کے وجود سے پہلے موجود ہے۔ (زبور ۷۲ ویں فصل)

یہ سب ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ہیں۔ ان صفات کا وجود آپ کے حق میں شاہد ہے۔ جو شخص آپ سے ان صفات کا انکار کرے گا وہ دنیا میں ان کا کوئی مستحق نہیں پائے گا۔ اور اگر کسی مدعی نے ان صفات کا آپ کے سواء دیگر انبیاء کے لیے دعویٰ کیا وہ کھلم کھلا بہتان تراش ہوگا۔ پھر داؤد علیہ السلام کے سواء کوئی ایسے نبی میرے علم

میں نہیں ہیں جن کی طرف ان صفات جلیلہ کی نسبت کی گئی ہو۔اور وہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہیں لیکن علماء یہود جانتے ہیں کہ وہ ان کی ذاتی صفات ہیں۔لیکن وہ اس کو چھپاتے ہیں۔

(۲) ابقوق نبی نے اپنی کتاب میں کہا:

فی آخر الزمان یجئی الرب من	اخیر زمانہ میں رب قبلہ سے اور قدس کوہ فاراں
القبلة و القدس من جبال فاران.	سے آئیں گے۔
(کتابه الفصل الثالث)	(ان کی کتاب کی تیسری فصل)

رب تبارک وتعالیٰ کے آنے سے مراد اس کی وحی کا آنا ہے۔اور قدس ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کوہ فاراں سے ظاہر ہوئے اور فاراں سرزمین مکہ وحجاز ہے۔

(۳) یشاعن یعنی میخابنی نے اپنی کتاب میں کہا:

فی آخر الزمان تقوم امة مرحومه	اخیر زمانہ میں امت مرحومہ اٹھے گی اور مبارک
و تختار الجبل المبارک لیعبدون	پہاڑ کو منتخب کرے گی تاکہ لوگ اس میں اللہ کی
اللّٰه فیه و یجتمعون من کل	عبادت کریں۔اور لوگ اس میں ہر علاقے
الاقالیم فیه لیعبد و الواحد ولا	سے اکٹھا ہوں گے تاکہ ایک اللہ کی عبادت
یشرکوا به شیئاً.	کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔
(الفصل الرابع من کتابه)	(چوتھی فصل)

''مبارک پہاڑ'' عرفات کا پہاڑ ہے اور ''امت مرحومہ'' امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔''مبارک پہاڑ'' میں اجتماع، عرفات میں حاجیوں کا اجتماع اور تمام علاقے سے حاجیوں کا عرفات میں آنا اور اکٹھا ہونا ہے۔

(۴) یشعیہ یعنی اِشعیا نبی نے اپنی کتاب میں کہا:

ان الرب سبحانه یبعث بآخر	رب سبحانہ اخیر زمانہ میں اپنے اس بندہ کو مبعوث
الزمان عبده الذی اصطفاه لنفسه	کرے گا جس کو رب نے اپنے لیے چنا ہے۔اس
یبعث له الروح الامین یعلم دینه	کیلئے جبرئیل امین کو بھیجے گا وہ اس کو اس کا دین
وهو یعلم الناس ما علمه الروح	سکھائے گا اور وہ لوگوں کو وہ دین سکھائے گا جو

الامين و يحكم بالحق بين الناس	اسکو جرائیل امین نے سکھایا اور لوگوں کے درمیان
وهو نور يخرجهم من الظلمات	حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا وہ نور ہے وہ لوگوں
التي كانوا عليها رقود عرفتكم	کو ان تاریکیوں سے نکالے گا جن پر لوگ سوئے
ماعرفني الرب سبحانه قبل ان	ہوئے تھے۔ میں نے تم کو ایسا ہونے سے پہلے وہ
يكون.	باتیں بتادیں جو مجھ کو میرے رب سبحانہ نے بتائی۔

(الفصل الثاني والاربعين من كتابه) (۴۲ ویں فصل)

یہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح صفات ہیں۔ اس لیے کہ اُن ہی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے چننے کے بعد اخیر زمانہ میں مبعوث فرمایا اور مخلوق میں ان کو اپنا حبیب اور خلیل بنایا۔ ان کے پاس روح الامین جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا تا کہ وہ ان کو دین سکھائے۔ اور وہ قرآن وسنت اور احکام اسلام کی وحی ہے۔ اور آپؐ نے ہر اس چیز کی تبلیغ کردی جس کی تبلیغ کا آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ آپؐ نے جس چیز کا حکم دیا، جس چیز کی دعوت دی اور جس چیز سے منع فرمایا اہل عقل اور ارباب علم مامورات و منہیات میں آپؐ کے عدل وصواب پر متفق ہیں "اور وہ نور جس نے لوگوں کو تاریکیوں سے نکالا" قرآن عظیم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر نازل فرمایا۔

یشعیہ نبی کا یہ کلام، ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ثبوت پر واضح دلیل اور کھلی حجت ہے اور اگر میں وہ ساری بشارتیں ذکر کرتا جو انبیاء سابقین کی کتابوں میں ہے تو کتاب طویل ہو جاتی اور میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ آپؐ کے بارے میں تمام انبیاء کی بشارتوں کو تفصیل کے ساتھ ایک مستقل کتاب میں جمع کروں گا۔

وحسبنا الله ونعم الوكيل، و لاحول ولا قوة الابالله العلي العظيم، وصلى الله على سيدنا محمد و على آله و صحبه وسلم تسليما كثيرا الىٰ يوم الدين، والحمد الله رب العالمين.

اٰتحٰی ۱۲۹۰-۳-۱۸۷۳م۔

الامين و يحكم بالحق بين الناس وهو نور يخرجهم من الظلمات التي كانوا عليها رقود عرفتكم ماعرفني الرب سبحانه قبل ان يكون.	اسکو جرائیل امین نے سکھایا اور لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا وہ نور ہے وہ لوگوں کو ان تاریکیوں سے نکالے گا جن پر لوگ سوئے ہوئے تھے۔ میں نے تم کو ایسا ہونے سے پہلے وہ باتیں بتادیں جو مجھ کو میرے رب سبحانہ نے بتائی۔

(الفصل الثاني والاربعين من كتابه) (۴۲ویں فصل)

یہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح صفات ہیں۔ اس لیے کہ اُن ہی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے چننے کے بعد اخیر زمانہ میں مبعوث فرمایا اور مخلوق میں ان کو اپنا حبیب اور خلیل بنایا۔ ان کے پاس روح الامین جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا تا کہ وہ ان کو دین سکھائے۔ اور وہ قرآن وسنت اور احکام اسلام کی وحی ہے۔ اور آپؐ نے ہر اس چیز کی تبلیغ کردی جس کی تبلیغ کا آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ آپؐ نے جس چیز کا حکم دیا، جس چیز کی دعوت دی اور جس چیز سے منع فرمایا اہل عقل اور ارباب علم ماموات و منہیات میں آپؐ کے عدل وصواب پر متفق ہیں ''اور وہ نور جس نے لوگوں کو تاریکیوں سے نکالا'' قرآن عظیم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر نازل فرمایا۔

یشعیہ نبی کا یہ کلام، ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ثبوت پر واضح دلیل اور کھلی حجت ہے اور اگر میں وہ ساری بشارتیں ذکر کرتا جو انبیاء سابقین کی کتابوں میں ہے تو کتاب طویل ہو جاتی اور میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ آپؐ کے بارے میں تمام انبیاء کی بشارتوں کو تفصیل کے ساتھ ایک مستقل کتاب میں جمع کروں گا۔

وحسبنا الله ونعم الوكيل، و لاحول ولا قوة الابالله العلي العظيم، وصلى الله على سيدنا محمد و على آله و صحبه وسلم تسليما كثيرا الىٰ يوم الدين، والحمد الله رب العالمين.

اُمکی ۱۲۹۰-۱۸۷۳ء م۔

جامعہ حسینیہ محمدیہ عربیہ اسلامیہ راندیر سورت

جس کو حضرت مولانا مولوی حافظ محمد حسین بن مولانا حافظ قاری محمد
اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہما نے اشاعت و تبلیغ اسلام و ترویج سنت نبویہ و اصلاح
اخلاق عامۂ مسلمین کے لیے عموماً اور گجرات کے مسلمانوں میں دینی تعلیم
پھیلانے کے لیے خصوصاً ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۷ء میں قائم کیا تھا جو نہایت
کامیابی سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور مسلمانوں کی امداد و اعانت کے
بھروسہ پر جاری ہے۔ ادامہا اللہ تعالیٰ

JAMIA HUSAINIYAH

Rander, Surat-395005 Gujrat

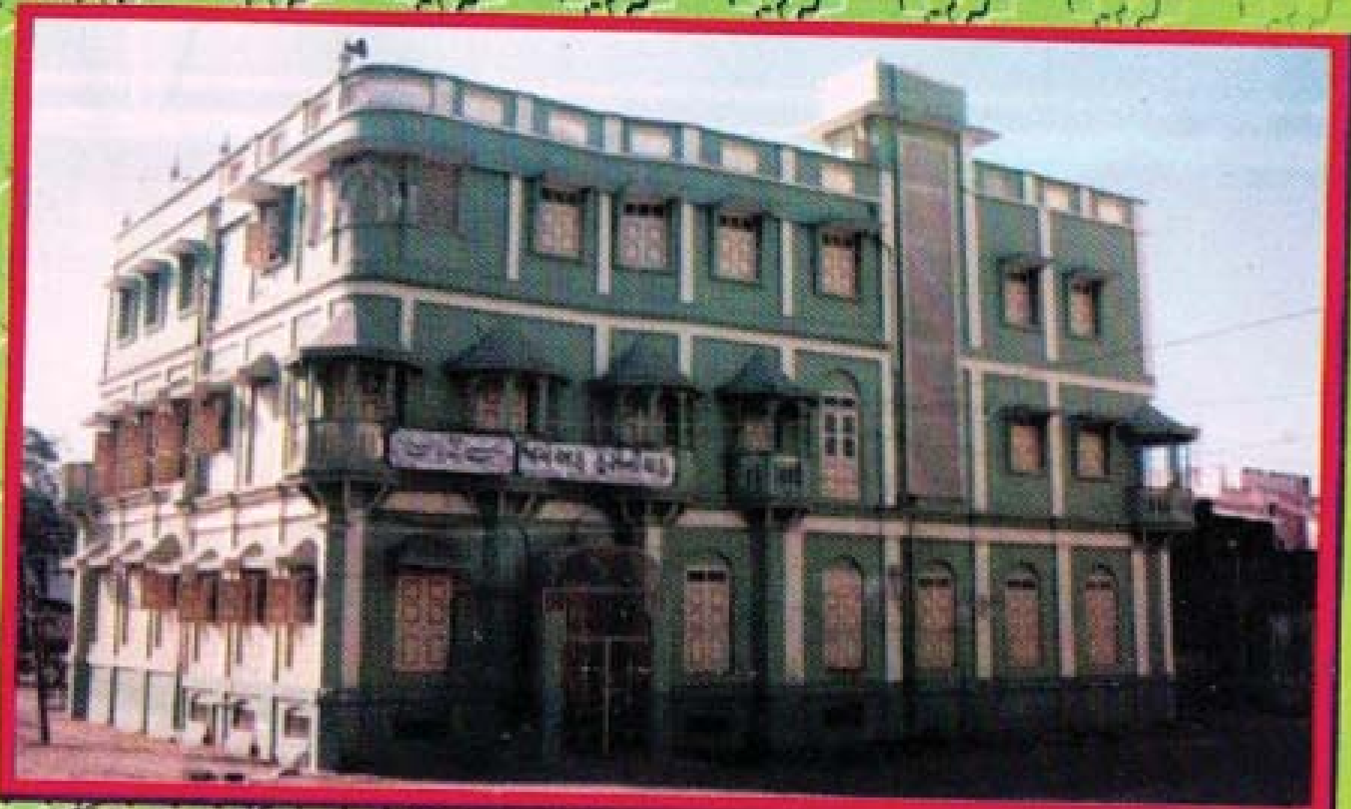

جامعہ حسینیہ محمدیہ عربیہ اسلامیہ راندیر سورت

جس کو حضرت مولانا مولوی حافظ محمد حسین بن مولانا حافظ قاری محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہما نے اشاعت و تبلیغ اسلام و ترویجِ سنّتِ نبویہ و اصلاح اخلاق عامہ مسلمین کے لئے عموماً اور گجرات کے مسلمانوں میں دینی تعلیم پھیلانے کے لئے خصوصاً ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۷ء میں قائم کیا تھا جو نہایت کامیابی سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور مسلمانوں کی امداد و اعانت کے بھروسہ پر جاری ہے۔ ادامہا اللہ تعالیٰ

JAMIA HUSAINIYAH

Rander, Surat-395005 Gujrat